به فیضان
قبلہ مناظر اسلام رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رحمتہ اللہ علیہ
بیاد
فاتح دیوبندیت محدث اعظم مولانا سردار احمد رحمتہ اللہ علیہ و مولانا حشمت علی لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ
شمارہ نمبر 2
مارچ 2021
ضرب اہل سنت
برقی مجلہ
بطرز
مفتی شریف الحق امجدی رحمتہ اللہ علیہ
مدیر اعلی
نوریز احمد نقشبندی
مرزا کی عبرتناک موت کیسے اور کیوں؟
فضیلت شیخین کریم رضی اللہ عنہم
دیوبندیوں کا گند ''بجواب'' انگر کھے کا بند
فاتح عیسائیت حضرت مولانا آل حسن موہانی رضوی اور رد وہابیت
طلوع سحر
مصب دیوبندیت (قسط اول دیوبند و ہنود)
الیاس گھمن کے دفاع کا جائزہ
دیوبندی اور کافر قطعی
www.zarbeahlaysunnat.blogspot.com/
zarbeahlaysunnat@gmail.com

مدیر اعلیٰ: نوریز احمد نقشبندی

202

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
اداریہ مدیر کے قلم سے	03
عاصیوں کو در تمہارا مل گیا	05
فیضان فتاوی رضویہ	06
مرزا کی عبرتناک موت کیسے اور کیوں؟	07
فضیلت شیخین کریم رضی اللہ عنہم	12
دیوبندیوں کا گند" بجواب "انگر کھے کا بند	15
طلوع سحر	30
فاتحِ عیسائیت حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی اور ردِ وہابیت	37
عقیدہ نور و بشر (قسط دوئم)	52
اکابر سے بغاوت کے دفاع کا جائزہ	58
منصبِ دیوبندیت (قسط اول دیوبندو ہنود)	62
ضرب اہلسنت پہ اعتراضات کا جائزہ	66
الیاس گھمن کے دفاع کا جائزہ	77
عقیدہ نور و بشر شبہات کا ازالہ	80
آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے	87
مفتی احمد یار خان نعیمی پہ اعتراضات کا جائزہ	90
تبیان القران کی عبارت اور دیوبندی اعتراض	91
دیوبندی اور کافر قطعی	94
دیوبندی مولوی کی نظر اور اسکا کمال	98

202

اداریہ مدیر کے قلم سے

قارئین! کچھ عرصہ قبل احباب کی مشاورت سے اس ماہنامہ کو منظر عام پہ لانے کا فیصلہ کیا گیا تھا، اور پچھلے مہینے اس کے شمارہ اول کی اشاعت کے بعد اس مجلہ کی خوب پذیرائی ہوئی اور الحمداللہ ہمارے مضامین نگار حضرات کے قلم نے فتنہ پرور واشخاص کی طبیعتوں کو کافی حد تک بے چین کیا، اس سلسلہ میں ہمارے شمارہ کے شائع ہونے کے فوری بعد کسی مجہول شخص کے نام سے جواب شائع کیا گیا، جس کا بندہ ناچیز نے فوری نوٹس لیتے ہوئے جواب قلم بند کیا اور مجلہ ہذا کے مضامین نگار حضرات کو بھی اس کے جواب کا پابند کیا، جس کی بدولت شمارہ ہذا کی اشاعت میں کچھ تاخیر ہوئی، مگر خدا کے فضل سے ہمارے مضامین نگار حضرات نے اپنی اپنی نگارشات کا خوب دفاع کیا ہے، اس کے علاوہ ہمارے قلم سے صفحہ قرطاس کی زینت بننے والے مضمون کو بھی ہم نے شمارہ ہذا کا حصہ بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ مزید مضامین کو بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ ہم اپنے مصنفین سے بھی کچھ گزارشات یہاں کرنا چاہیں گے کہ مضمون میں کمپوزنگ کی اغلاط کا خاص خیال رکھا جائے اور نئے لکھنے والے حضرات ہمارے بلوگ پہ کمنٹ کر کے اپنی خواہش کا اظہار کر سکتے ہیں یا ای میل پر رابطہ کر سکتے ہیں

اس کے علاوہ فیس بک پر بھی ایک پیج بنایا گیا ہے اس پر بھی رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

دوئم بہت سے احباب نے تحریری پیغامات بھی بجھوائے ایسے احباب سے گزارش ہے اگر تحریر کچھ طویل اور مختلف مضامین پہ تبصرہ پر مشتمل ہوگی تو اسے ہم قارئین کے خطوط کے عنوان سے شائع کر سکتے ہیں۔ سوئم اگلی دفعہ کچھ کتب پہ تبصرہ بھی شائع کیا جائے گا، مگر ادارہ کا مکمل کتاب سے متفق ہونا ضروری نہیں ہوگا۔ کیونکہ تبصرہ ہم سرسری مطالعہ کے بعد کرتے ہیں، اور جو حضرات اپنی کتب پہ تبصرہ شائع کروانا چاہتے ہوں وہ ادارہ کو پی ڈی ایف ارسال کریں، اور منکرین حدیث وقادیانت کے خلاف برسرِ پیکار حضرات کے مضامین چاہے وہ کسی مسلک سے تعلق رکھیں ادارہ شائع کرنے میں خوشی محسوس کرے گا مگر ان مضامین کا منہج اہلسنت کے مطابق ہو، کسی بھی مسلمہ عقیدے یا شخصیت کو مجروح کرتا مضمون ہرگز شائع نہ کیا جائے گا۔

ہمارا مقصد ہرگز کسی پہ کیچڑ اچھالنا نہیں بلکہ جو حضرات دن رات تفرقہ بازی میں مشغول ہیں اور طرح طرح کے ہے ہتھکنڈوں سے امت مسلمہ کے ایمان کا بیڑہ غرق کرنا چاہتے ہیں ان کے وساوس کا قلع قمع مقصود ہے۔ خدائے عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں اس مبارک مقصد میں کامیابیاں وکامرانیاں عطا کرے۔ آمین!

202

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا
بے ٹھکانوں کو ٹھکانہ مل گیا

فضلِ رب سے پھر کمی کس بات کی
مل گیا سب کچھ جو طیبہ مل گیا

کشفِ رازِ مَن رّآنی یوں ہوا
تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا

بیخودی ہے باعثِ کشفِ حجاب
مل گیا ملنے کا رستہ مل گیا

ان کے دَر نے سب سے مستغنی کیا
بے طلب بے خواہش اتنا مل گیا

ناخدائی کے لئے آئے حضور
ڈوبتو نکلو سہارا مل گیا

اے حسنؔ فردوس میں جائیں جناب
ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

202

انتخاب: ذوقِ نعت

فیضان فتاوی رضویۃ

ترتیب وپیشکش

مولانا ابوالحسن محمد شعیب خان

امام اہلسنت فرماتے ہیں: جس کا قول ہم اسلام وسنت کے موافق پائیں گے تسلیم۔۔۔جس کی بات خلاف پائیں گے دیوار پر ماریں گے امام اہل سنت فرماتے ہیں: مبادا اگر رگ تعصب جوش میں آئے۔اور خدا ایسا نہ کرے،تو اس قدر یاد رہے کہ عقائد اسلام وسنت کے مقابل ہم پر فلاں ہندی وبہمان سندی کسی کا قول سند نہیں نہ احکام شرعیہ شخص دون شخص سے خاص العزۃ اللہ شرع سب پر حجت ہے وہ کون ہے جو شرع پر حجت ہو سکے؟ اس قسم کی حرکت جس سے صادر ہوگئی،وہ بقدر اپنے سیئہ کے حکم کا مستحق ہوگا،کسے باشد کائنا من کان این وآں،سے ہمیں موافقت اسی وقت تک ہے جب تک وہ دین حق سے جدا نہیں۔اور اس کے بعد،عیاذا باللہ" سایہ اش دور باد از ما دور۔۔۔۔۔جس کا قول ہم اسلام وسنت کے موافق پائیں گے تسلیم کریں گے۔نہ اس لیے کہ اس کا قول ہے۔بلکہ اس لیے کہ صراط مستقیم سے مطابق ہے اور جس کی بات خلاف پائیں گے۔زید ہو یا عمرو،خالد ہو یا بکر،دیوار سے مار کر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رکاب سے لپٹ جائیں گے اللہ ان کا دامن ہم سے نہ چھڑائے دنیا میں نہ عقبی میں آمین! الٰہی امین۔محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او محمد عربی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دونوں جہانوں کی آبرو ہیں،جو

انکے دراقدس کی خاک نہیں ہے اس کے سر پر خاک ہو۔(فتاوی رضویہ 27/188) 202

مرزا کی عبرتناک موت کیسے اور کیوں؟

ایان احمد رضوی

مرزا صاحب کی ہیضے سے موت ان کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے جیسا کہ ہادی علی نے لکھا کہ "حضرت میر ناصر نواب کی صرف ایک روایت ہے جو حضرت مسیح موعود کے مکذبین اس رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ گویا آپ کی وفات کی وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے دعوی میں صادق نہ تھے "(شیطان کے چیلے ص ۹۳)

یعنی اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مرزا صاحب کی موت ہیضے سے ہوئی تو مرزا صاحب کا کذاب ہونا واضح ہو جائے گا۔اس لیے قادیانی حضرات مرزا صاحب کی موت کا سبب ہیضے کو تسلیم نہیں کرتے اور اپنے گھر کی کتب کے حوالہ جات میں تاویلات کرتے ہیں ان تاویلات کا ازالہ پیش خدمت ہے۔مرزا صاحب کے سسر لکھتے ہیں

"میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے" (حیات ناصر ص ۱۴)اس صاف صریح حوالے میں جو تاویلات آج تک مرزائیوں نے کیں ہیں مع پوسٹ مارٹم پیش خدمت ہیں۔

تاویل نمبر ا:اس فقرہ میں حضرت مسیح موعود نے استفسار کیا ہے۔محض پوچھنے کا مطلب ہرگز یہ

202

نہیں ہوتا کہ واقعتہ وہ بات ہو بھی گئی ہو (شیطان کے چیلے ص ۹۳)

ازالہ: مرزا صاحب کو تو انگریزی نہیں آتی تھی، مگر ان کی زریت اردو سمجھنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہے اور ایک سادہ سے فقرے کا مطلب بھی نہیں جانتی۔ ان جاہلوں کو اتنا بھی نہیں پتہ کہ یہ سوالیہ تب ہوتا جب اس میں لفظ کیا کا استعمال ہوتا۔ یا مخاطب کوئی حکیم ہوتا جبکہ میر صاحب حکیم نہیں تھے بلکہ خود مرزا صاحب نے فن طبابت کی کتب اپنے والد سے پڑھیں تھیں (کتاب البریہ، حاشیہ ص ۱۵۰) اس کے علاوہ الحکم اور تاریخ احمدیت میں مرزا صاحب کا یہ قول نقل ہے کہ

حضور نے فرمایا کہ مجھے سخت دورہ اسہال کا ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں (تاریخ احمدیت ج ص ۵۴۱) اس فقرے کو ساری زریت قادیانیت خبریہ سمجھتی ہے اور اگر یہ خبریہ ہے تو وہ جملہ بھی خبریہ ہے اور حوالہ سے اس تاویل کا بھی ازالہ ہو گیا کہ

حالت خراب ہونے کی وجہ سے یہ ضروری نہیں کہ کئی گئی بات درست ہو (شیطان کے چیلے ص ۹۳) کیونکہ اگر اتنی حالت خراب تھی تو پھر مرزا صاحب کو کیسے پتہ چلا کہ ان کو اسہال ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ یہ کہنا کہ مجھے دوا تجویز کر دو یہ اس جملہ کے خبریہ ہونے اور مرزا صاحب کے ہوش حواس قائم ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب کہتے ہیں:۔

ہم خدا کے بلائے ہی بولتے ہیں (ملفوظات ج ۵ ص ۲۸۸)

لہذا اب یہ کہنا کہ مرزا صاحب کو پتہ نہیں تھا یا وہ صحیح بات نہیں کر سکتے تھے دجل وفراڈ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور اس کے علاوہ سیرت المہدی کی روایت بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ مرزا صاحب کی موت ہیضہ سے ہوئی تھی،۔ مرزا بشیر احمد ایم اے صاحب ''سیرۃ المہدی'' جلد اوّل روایت نمبر 12 میں رقم طراز ہے:

''حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا

202

دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا، میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چار پائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لیے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: تم اب سو جاؤ، میں نے کہا: نہیں، میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔ اس لیے میں نے چار پائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔ اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں ہاتھ پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی اور آپ کا سر چار پائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔" (سیرۃ المہدی جلد اول روایت نمبر 12 صفحہ 10-11 از مرزا بشیر احمد) اس روایت میں اسہال اور قے کا ذکر ہے جو ہیضے کی علامات ہیں جیسا کہ نور الدین نے لکھا کہ" اگر اسہال کے ساتھ قے بھی شامل ہو تو مرض اسہال کی بجائے ہیضہ بن جاتا ہے (بیاض نور الدین ص ۲۰۹) اس لیے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی موت ہیضہ سے ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ اس روایت میں یہ بات بھی واضح ہے کہ مرزا صاحب کے پاخانے کا انتظام ان کی چار پائی کے پاس ہی تھا ان کے کمرے میں ہی تھا جس کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ

مرزا موبائل ٹٹی خانے

تاویل نمبر ۳: تاریخی ریکارڈ شاہد ہے کہ اس وقت ہیضہ کی وبا نہ تھی

پتہ نہیں جناب کس ریکارڈ کی بات کر رہے ان کے گھر کے ریکارڈ میں تو یہ بات موجود ہے کہ

202

اس وقت ہیضہ کی وبا تھی۔

آئے روز طاعون، ہیضہ زلزلہ وبائیں قحط اور ہر طرح کے امراض انسانوں پر حملہ کر رہے ہیں،
(الحکم جلد 12 نمبر 34 صفحہ 2 کالم نمبر 1، 2، 18 مئی 1908 لاہور)

تاویل نمبر 3: آپ کی وفات پہ آپ کے معالج نے لکھا کہ آپ کو اسہال تھا

الجواب: اب معالج کون تھے ملاحظہ ہو" وصال سے دو گھنٹے قبل حضور بات نہ کر سکتے تھے، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب معالج تھے (الفضل 37-11-) اسی طرح تاریخ احمدیت میں ہے" ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور کو بلوالیا گیا" (تاریخ احمدیت ج 2 ص 541)

معلوم ہوا یہ مرزا صاحب کے مرید و معتقد تھے جو کسی بھی حالت میں ہیضہ لکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ پھر جہاں تک اسہال کی بات ہے تو عرض ہے کہ اسہال تو ساری عمر آئے اس کے باوجود مرزا صاحب کام کرتے رہے اور پھر اسہال تو پیشاب کی طرح آتے تھے اور یہ کس قسم کے اسہال تھے کہ اچھی صحت سے شروع ہوئے ساتھ قے بھی آئی اور مرزا صاحب کا کام آنا فانا تمام ہو گیا۔ اور عام اسہال سے اتنا ضعف نہیں ہوتا جتنا ضعف ہیضے کے ایک دست سے ہوتا یہی بات نورالدین نے بیاض نورالدین کے صفحہ ۱۸۹ پر لکھی ہے۔

تاویل نمبر ۴: ریل میں سفر کی اجازت مل گئی اگر ہیضہ ہوتا تو اجازت نہ ملتی

الجواب: ہیضہ کو جب اسہال کا نام دیا گیا ہو اور ڈاکٹروں کی تصدیق بھی ہو تو بھلا ایسا شخص جو ذی اثر و ذی اطاعت ہو مذہبی رہنما ہو حکومت کا موید ہو حکومت سے روابط رکھے اور اسکی موت پر خصوصی طور پر حکومت مدد کر کے احسان کرے، اس شخص کا جنازہ کسی قریب کے مقام تک لے جانے کی اجازت حاصل کر لے اور کوئی روک ٹوک نہ ہو تو کونسی بڑی بات ہے۔ اس سلسلہ میں چشم دید گواہ قادیانیوں کے خلیفہ اول کی گواہی پیش خدمت ہے:۔

202

بہر حال حضرت مرزا صاحب کی وفات پر ہمیں جن مشکلات کا خیال ہوسکتا تھا کہ ہمارے سامنے ہوں گے اور اس کے علاوہ لاہور کی عوام کا وہ شور و غل تھا جس کا ہمیں وہم و گمان نہ تھا قریب تھا کہ وہ لوگ ہمیں گاڑی تک بھی پہنچنے نہ دیتے کہ معاً اللہ تعالیٰ نے ابر رحمت کی طرح پولیس ہمارے لیے بھیج دہ اور گورنمنٹ کا دل سے شکریہ کرتے ہوئے ہم آرام سے پلیٹ فارم پر سوار ہو گئے۔ اگر مرزا صاحب اپنے امن اور سامان اشاعت اور ہر طرح کے سکھوں کے بعث اس گورنمنٹ کے شکر گزار تھے اور قوم کو اطاعت کی تاکید کرتے گئے اس کی وفات نے ازسرنو اس قوم کو امن پسند گورنمنٹ کا شکر گزار بنا دیا (خطبات نور ص 262)

لہذا یہ تاویل بھی طفل تسلی کے سوا کچھ حثیت نہیں رکھتی۔ ان تمام گفتگو سے یہ واضح ہو گیا کہ مرزا صاحب ہیضہ سے مرے تھے اگلی بات جو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔ ہیضہ خدائی تلوار ہے (ملفوظات ج ۵ ص ۱۱۴)

اسی طرح لکھا کہ " جب کوئی عذاب اور قہر الٰہی دور ہوجاتا ہے ہیضہ یا طاعون یا وبا ہو یا قحط تو لوگ مطمئن ہوجاتے ہیں" (ملفوظات ج ۱۰ ص ۳۳۵)

پہلے ہیضہ کو خدائی تلوار کہا پھر اس کا عذاب اور قہر الٰہی ہونے کا اقرار کیا اور اسی خدائی تلوار اور قہر اسے جناب جہنم واصل ہوئے اس واسطے تو یہ کہا گیا:۔

اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے، وہ بہت بری موت مرتا ہے اس کا انجام نہایت ہی بد اور عبرتناک ہوتا ہے (الفضل ۲ مارچ ۱۹۴۰ ص ۱) اور مرزا صاحب کی عبرتناک موت ان کے جھوٹے ہونے کا اعلان کرتی ہے۔

مرزا اگر ہوتا اللہ کا نبی
ٹوٹی میں گر کر نہ مرتا کبھی

202

فضیلت شیخین کریم رضی اللہ عنہم

نوریز احمد نقشبندی

شیخین کریم رضی اللہ عنہم کا روضہ رسول ثقلین میں دفن ہونا ان حضرات رضی اللہ عنہم کی فضیلت پہ ایک کھلی شہادت ہے، جس سے ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ مگر ہمارے معاشرے میں جہاں دیگر مسلمات کا انکار کیا جاتا ہے، وہاں کچھ نفوس ایسے بھی پائے جاتے ہیں جنہیں یہ تدفین بھی ایک آنکھ نہیں بھاتی، اور اسے فضیلت ماننے سے انکار کرتے دیکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے اختصار کے ساتھ اس مسئلہ پہ ہم چند دلائل قلمبند کئے دیتے ہیں، تا کہ اہل ایمان کے قلوب منور ہوں۔

دلیل اول۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن نکلے اور مسجد میں تشریف لائے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم بھی۔ ان دونوں میں سے ایک صاحب آپ کے داہنی طرف تھے دوسرے بائیں طرف۔ حضور ان دونوں کے ہاتھ پکڑے تھے تو فرمایا کہ ہم قیامت کے دن بھی ایسے ہی اٹھائے جائیں گے" (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸، مشکوۃ ج ۳ ص ۳۲۳)

قیامت کے دن ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اٹھنا تب تک درست ثابت نہیں ہوتا جب تک شیخین کی تدفین روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تسلیم نہ کی جائے، لہذا ثابت ہوا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

202

اس حدیث میں تدفین شیخین کریم کا تذکرہ فرما کر قیامت تک آنے والے مومنین کے قلوب میں پیدا ہونے والے شبہات کا ازالہ کر دیا۔

دلیل دوئم۔۔۔حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان واقعہ علاقہ جنت کے باغوں میں سے باغ ہے(بخاری ج ۳ ص ۸۰، رقم الحدیث ۱۱۹۶، کتاب فضل الصلوۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل ما بین قبر ومنبر، مسلم کتاب الحج)

اس روایت مبارکہ سے صراحت روضۃ الرسول ﷺ کا جنت کا باغ ہونا مترشح ہوا، جس سے شیخین کا جنت میں سکونت پذیر ہونا اور ان کی تدفین کا بعث فضیلت ہونا دوٹوک ثابت ہوا۔

دلیل سوئم۔۔۔شیعہ حضرات کی کتاب یوں مرقوم ہے:۔

ضوان کہتا ہے میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ میں آپ پر قربان یونس کے ساتھ آپ کے سلوک نے مجھے بڑا خوش کیا۔ پس حضرت نے فرمایا واقعی خدا تعالیٰ نے یونس کے ساتھ بڑی مہربانی فرمائی کہ اس کو عراق سے نقل کر کے اپنے نبی کے پڑوس میں جگہ دی" (رجال مامقانی ج ۳ ص ۳۴۴)

جب جنت البقیع میں حضور ﷺ کا پڑوس نصیب ہو جائے تو یہ بعث افتخار ہے تو پہلو مصطفی ﷺ میں تدفین بعث فضیلت کیوں نہیں؟ لہذا ہماری پیش کردہ روایت بالا سے بھی شیخین کریمین ؓ کی شان واضح ہوئی۔

دلیل چہارم

حضرت امام جعفر صادق ؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے مدینہ میں وفات پائی، اللہ رب العزت اسے روز قیامت باامن اٹھائے گا (فروع کافی)

202
جب محض مدینہ میں وفات امن کی دلیل ہے تو روضہ رسول کی تدفین کا اس سے بھی زائد فضیلت کا حامل ہونا خود بخود ثابت ہو گیا۔

دلیل پنجم

شیعہ حضرات کی کتاب بعد از اذان مندرجہ ذیل دعا موجود ہے:۔

''وجعل لی عند قبر نبیك محمد ﷺ مستقرا و قرار'' (تحفۃ العوام ص ۱۲۰)

یہ حضرات ہر اذان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس میں دفن ہونے کی دعا کرتے ہیں، لیکن بنائے تعصب شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔اس لئے دعا مذکور بھی روضہ رسول میں تدفین کی فضیلت کو واضح کرتی ہے۔یہاں آخر میں ایک اعتراض کا جواب عرض کرنا بھی ضروری ہے۔شبہ یہ ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہم نے بغیر اذن تدفین کی ہے لہذا یہ درست نہیں۔اس پہ تفصیلی گفتگو سے احتراز کرتے ہوئے فی الحال عرض ہے کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:۔

''اے نبی کی اہل بیت! تمہارے گھر میں جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں ان کو یاد کرتی رہا کرو'' (احزاب:۳۴)

اس آیت سے روضہ رسول حضرت عائشہ کی ملکیت خاصہ ثابت ہوا، اور حضرت عائشہ سے اذن مانگنا شیخین کریمین سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف میں موجود ہے۔لہذا اذن کا اعتراض رفع ہوا۔پھر سنی شیعہ متفقہ حدیث ہے کہ انسان کے پتلے کی تکمیل کے لئے مٹی اس کی جائے دفن سے اٹھائی جاتی ہے (ترجمہ مقبول ص ۲۷۷) اس لئے یہاں خود خدا عزوجل کا اذن ثابت ہوا، اور معاندین کا پیش کردہ شبہ ختم ہوا۔

202

''دیوبندیوں کا گند'' بجواب ''انگرکھے کا بند''

احمد رضا قادری سہارنپوری

میرے صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلمان بھائیو! سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر مخالفین کی طرف سے الزامات اور بہتانوں کا سلسلہ جاری ہے۔ انہی میں سے ایک المیزان امام احمد رضا نمبر کے اس حوالہ پر بھی مخالفین حضرات اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، چنانچہ عبارت اس طرح ہے کہ

''حضور میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ابھی نماز پڑھائی ہے اور پھر پڑھ رہے ہیں نوافل کا بھی اس وقت سوال نہیں۔ تو امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد حرکت نفس سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا چونکہ نماز تشہد پر ختم ہوجاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر میں جاکر بند درست کرواکر اپنی نماز احتیاطاً پھر سے پڑھ لی۔''

(المیزان امام احمد رضا نمبر 234)

اس حوالے پر علماء دیوبند کے اعتراضات سے قبل یہ عرض کردوں کی فرقہ وہابیہ دیابنہ کی عادات خبیثہ میں سے یہ ہے کہ اپنے مخالفین کو خواہ مخواہ بدنام کرتے ہیں، ان کے علماء کا کہنا ہی یہ ہے کہ سنیوں سے ہماری مخالفت ہے اور مخالفت کے بارے میں دیوبندی بزرگ محمد

202

امین صفدر اوکاڑوی کہتے ہیں "مخالفت میں صرف ایک دوسرے کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے" (خطبات صفدر:۵۱۶)اسی لیے علماء دیوبند ہم سنیوں سے مخالفت کی وجہ سے ہمیں بدنام کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔اور سنیوں سے چھوٹا سا بھی اختلاف ہو تو ان کے دیوبندی مفتی اعظم کے مطابق "چھوٹا سا نقطہ اختلاف ہو تو اس کو بڑھا کر پہاڑ بنا دیا جاتا ہے" (وحدت امت ۴۰) یہی نہیں بلکہ ان علماء دیوبند کا جب کسی سے اختلاف ہو جائے تو خود ان کے مفتی اعظم کہتے ہیں کہ "جس سے ان کا کسی رائے میں اختلاف ہو جائے تو اس کی پگڑی اچھالیں اور ٹانگ کھینچنے کی فکر میں لگ جائیں اور استہزاو تمسخر کے ساتھ اس پر فقرے چست کریں!اور پھر دل میں خوش ہوں کہ ہم نے دین کی بڑی خدمت انجام دی ہے" (وحدتِ امت صفحہ ۳۱۔۳۲)حتی کہ دیوبندی مفتی اعظم نے اقرار کیا کہ ہم [وہابی دیوبندی] "اپنے حریف کا استہزاء،تمسخر اور اس کو زیر کرنے کے لیے جھوٹے، سچے، جائز و ناجائز حربے استعمال کرنا اختیار کر لیا،" (وحدت امت ص۱۹،۲۰) قارئین کرام!فرقہ وہابیہ دیابنہ کا مزاج بلکہ شعار ہے کہ خواہ مخواہ اپنے مخالفین کو بدنام کریں گے،چھوٹے سے مسئلے کو پہاڑ بنا دیں گے،اپنے مخالفین کی پگڑیاں اچھالیں گے،استہزاو تمسخر کے ساتھ ان پر جھوٹے اور ناجائز الزامات و بہتان لگائیں گے۔

قارئین کرام!وہابیہ دیابنہ کی ان عادات خبثیہ کے ثبوت پر المیز ان کا مذکورہ بالا حوالے(......بعد تشہد حرکت نفس سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا......)پر ان حضرات کے بیہودہ و غلیظ الزامات و بہتان ملاحظہ فرما سکتے ہیں

(۱) چنانچہ علماء دیوبند کی بدنام زمانہ کتاب "دست گریبان" میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے دیوبندی مولوی ابوایوب لکھتا ہے کہ

"یعنی ذکر کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے انگرکھا جو پہنا ہوا تھا جس کا ایک

202

بند بھی ٹوٹ گیا۔" (دست وگریبان: ج ۳ ص ۴)

(۲) "خدا جانے کے کیسا "نفس" تھا جو حرکت میں آتا تو اس کے پے در پے ضربات سے تہہ بند کا ازار بند بھی ٹوٹ جاتا" (نورسنت کا ترجمہ کنزالایمان نمبر: ۷ ۳)

قارئین کرام! دیابنہ کا ظلم وستم دیکھئے کہ عبارت کیا تھی لیکن بدبختوں نے اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی سے مخالفت کی بنا پر سنیوں کو بدنام کرنے اور پگڑیاں اچھالنے کے لئے کیسے بیہودہ وغلیظ انداز میں پیش کیا۔

{......دیوبندی جہالت "انگرکھے" کو "تہہ بند" اور "بند" کو "ازار بند" سمجھے......}

قارئین کرام! آیئے پہلے علماء دیوبند کا علمی لیاقت ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ یہ یتیم العلم حضرات ایک اردو عبارت کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ چنانچہ دیوبندی مولوی اس عبارت کے بارے میں کہتے ہیں کہ

> "خدا جانے کے کیسا "نفس" تھا جو حرکت میں آتا تو اس کے پے در پے ضربات سے تہہ بند کا ازار بند بھی ٹوٹ جاتا۔" (نورسنت کا ترجمہ کنزالایمان نمبر: ۷ ۳)

قارئین کرام! دیکھیں المیز ان کے مذکوہ واقعہ میں کہیں بھی "تہہ بند" (یعنی دھوتی، لنگی: دیکھئے فیروز اللغات) اور "ازار بند" (یعنی ناڑا، کمر بند: دیکھئے فیروز اللغات) جیسے الفاظ کا نام ونشان نہیں۔ لیکن ان دیوبندیوں کی جہالت ہے کہ "انگرکھے" (پوشاک) کو "تہہ بند" (دھوتی، لنگی) اور "بند" (یعنی ڈورا، فیتہ، گرہ: دیکھئے فیروز اللغات) کو "ازار بند" (ناڑا، کمر بند) سمجھ بیٹھے۔ یہ ہے ان کی جہالت، جو اردو کے الفاظ بھی نہیں سمجھ سکتے وہ ان دیوبندیوں کے محققین ومناظرین کہلاتے ہیں۔ ان کے امام اشرفعلی تھانوی نے ایسے ہی دیوبندیوں کے بارے میں کہا تھا کہ

202

’’چھنٹ چھنٹ کر تمام احمق میرے (یعنی اشرفعلی تھانوی) ہی حصے میں آ گئے‘‘

(الافاضات الیومیہ ج ا ص ۴۳۱)

’’سارے بدفہم اور بدعقل میرے (یعنی اشرفعلی تھانوی) ہی حصے میں آ گئے ہیں‘‘

(الافاضات الیومیہ ج ا ص ۲۷۴)

یا پھر سمجھے تو ہیں لیکن اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی سے مخالفت کی اپنے مذہب کے علماء کے ارشادات کے مطابق خواہ مخواہ ہمیں بدنام کرنے کے لیے استہزاو تمسخر کے ساتھ ایسے جھوٹے، ناجائز، من گھڑت الزامات و بہتان لگائے۔

دیوبندی مولوی نے تو تہہ بند (دھوتی) اور بند (کمربند، ناڑا) ٹوٹنے کا جھوٹا الزام لگایا لیکن علماء دیوبند کے کرتوں یہ تھے کہ ان

کے اکابر قاسم نانوتوی اپنے دیوبندی بچوں کے ’’کمربند (ناڑا) کھول دیتے تھے‘‘ (دیکھئے: ارواح ثلاثہ: حکایت ۲۷۵، سوانح قاسمی ۱/ ۴۶۶) نامعلوم دیوبندی اکابر اپنے دیوبندی بچوں کا ناڑا (کمربند) کھول کر کیا چیک کرنا چاہتے تھے یا کون سی دیوبندی تربیت یا تعلیم دینا چاہتے تھے؟ یہ راز تو دیوبندی بچے ہی بتا سکتے ہیں۔

{......دیوبندی اعتراض خود ان کی اپنی جہالت ہے......}

قارئین کرام! اس حقیقت کے بعد آپ خود فیصلہ کریں کہ دیوبندیوں کا اعتراض خود ان کی اپنی جہالت ہے کہ نہیں؟ جو احمق، بدفہم اور بدعقل دیوبندی ’’انگرکھے‘‘ (پوشاک) کو ’’تہہ بند‘‘ (یعنی دھوتی، لنگی) اور ’’بند‘‘ (یعنی ڈورا، فیتہ، گرہ) کو ’’ازار بند‘‘ (یعنی ناڑا، کمربند) سمجھیں تو ایسے دیوبندی اگر ’’حرکت نفس‘‘ سے مراد ’’آلہ تناسل یا ذکر کا کھڑا ہونا‘‘ سمجھیں تو کوئی حیران کن بات نہیں۔ سچ ہے کہ ولکن الوہبیۃ قوم لایعقلون‘‘ (لیکن وہابی بے عقل قوم ہے)۔ پھر ظلم و ستم یہ کہ ایسی جہالانہ تحقیق کو دیکھ کر ان کی بچاری عوام بھی اپنے بدفہم، بدعقل اور

202

احمق دیوبندی مناظر و محققین پر اعتبار کر کے اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کے خلاف ایسے من گھڑت الزامات و بہتان لگا کر گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔

{......"ذکر، تہہ بند، ازار بند" نہیں بلکہ "دیوبند کا گند"......}

میرے محترم صحیح العقیدہ سنی مسلمان بھائیو! فرقۂ وہابیہ دیابنہ کے نزدیک "نفس" سے مراد "ذکر" (آلۂ تناسل) ہوتا ہے۔ دراصل یہ گندی ذہنیت غیر مقلدین وہابیہ سے فرقہ وہابیہ دیابنہ کی طرف منتقل ہوئی، غیر مقلدین نے فقہ کی ایک عبارت میں لفظ "عضو" سے "آلۂ تناسل" مراد لیا تو اس کے جواب میں خود فرقہ وہابیہ دیابنہ کے الیاس گھمن دیوبندی نے اس کو بیہودگی و بے غیرتی قرار دیتے ہوئے لکھا کہ

> "کفار کی یہی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو کیسے بدنام کیا جائے باطل فرقے قادیانی، پرویزی وغیرہ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اہل اسلام کی کتابوں میں لفظی اور معنوی تحریف کریں غلط مطلب بیان کریں کمی اور زیادتی کریں......مسلمانوں کو اپنے دین سے بدظن کریں۔ پتہ نہیں نورستانی (وہابی) اور ان کے ہمنوا "عضو" سے آلہ تناسل کیوں مراد لیتے ہیں۔ بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن......ہمارا مہربان اس بات پر ڈٹ کر کھڑا ہے کہ مراد عضو سے آلہ تناسل ہے۔ من چہ گویم وطب نور من چہ گوید والی بات ہے دانش مندوں کا مقولہ ہے کل اناء یترشح بما فیہ ......تف ہو ایسی اہل حدیثیت پر......ملخصاً"
>
> (جی ہاں فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے: ص ۲۲۶ تا ۲۲۹)

تو الیاس گھمن دیوبندی کی اس عبارت کو ہم فرقہ وہابیہ دیابنہ کے منہ پر مارتے ہیں، اور انہی کے الفاظ میں ہم کہتے ہیں کہ

202

''جس طرح غیر مقلدین وہابی حضرات مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے ایسی گھٹیا حرکتیں کرتے ہیں لفظی اور معنوی تحریف کرتے ہیں غلط مطلب بیان کرتے ہیں اسی طرح فرقہ وہابیہ دیابنہ کے علماء ہم مسلمانان اہل سنت وجماعت (حنفی بریلوی) کو بدنام کرنے کے لیے ایسی گھٹیا حرکتیں کرتے ہیں پتہ نہیں ابوعیوب دیوبندی اور ان کے ہمنوا دیوبندی نفس سے آلہ تناسل کیوں مراد لیتے ہیں...... بے حیا باش د ہر چہ خواہی کن...... ہمارا مہربان (دیوبندی) اس بات پر ڈٹ کر کھڑا ہے کہ نفس سے مراد آلہ تناسل ہے۔ من چہ گویم وطب نور من چہ گوید والی بات ہے دانش مندوں کا مقولہ ہے کل اناء یترشح بما فیہ...... تف ہو ایسے دیوبندیوں پر''

تو یہ ہے دیوبندیوں کے جاہل اعظم ابوعیوب کے منہ پر الیاس گھمن دیوبندی کی غلاظت! اب دیوبندی مل کر اس کو خوب چاٹیں۔ تو اہل حق مسلمانان اہل سنت کو بدنام کرنے کے لیے کفار، قادیانی، پرویزی، وہابی دیوبندی ایسی حرکتیں اور اس قسم کے من گھڑت الزامات و بہتان لگاتے ہیں۔

{...... ''دیوبندی''غیر مقلدین کی طرح ایک عضو سے چمٹ گئے......}

پھر مذکورہ بالا عبارت میں ''حرکت نفس'' سے ''آلہ تناسل'' مراد لینا لینے والے سارے دیوبندی اپنے دیوبندی [نام نہاد] مناظر انوار اوکاڑوی کے اصول کے مطابق اس ایک ایک عضو (بقول دیوبندی آلہ تناسل) سے چمٹے ہوئے ہیں۔ چنانچہ غیر مقلدین وہابیہ کے داؤد ارشد نے جب فقہ کی ایک عبارت میں لفظ ''عضو'' سے عضو مخصوص (آلہ تناسل) مراد لیکر اعتراض کیا تو اس کے جواب میں خود وہابی دیوبندی علماء دیوبند کے نام نہاد

202

مناظر و وکیل مفتی محمد انور اکاڑوی نے داؤد ارشد غیر مقلد کے رد میں یہ فرمایا کہ

''انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ معلوم نہیں......تین سو انسٹھ جوڑوں کو چھوڑ کر ایک عضو سے کیسے چمٹ گئے'' (تجلیاتِ انور: ج ا ص ۱۴۶)

تو اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ پہلے غیر مقلدین اپنے گندے ذہن کے مطابق (بقول دیوبندی) آلہ تناسل سے چمٹے ہوئے تھے اور اب ان کی دیکھا دیکھی علماء دیوبند بھی اسی کام میں مشغول ہو گئے ہیں۔

نفس، انگرکھا، بند کسے کہتے ہیں؟

ہم پہلے بتا چکے کہ علماء دیوبند کو تو ''انگر کھے'' اور ''بند'' تک کا مطلب نہیں آتا جیسا کہ دیوبندی رسالہ ''نور سنت'' کا حوالہ پہلے گزر چکا۔ اور اسی اپنی جہالت و کم علمی کی وجہ سے ان دیابنہ وہابیہ کو عبارت سمجھ ہی نہیں آئی۔ آیئے ہم آپ کے سامنے ان الفاظ کے مطلب و معنی بیان کیے دیتے ہیں۔

☆☆......حرکت......: حرکت کے معنی کتب لغت میں ''جنبش، دھڑکن'' کے معنی میں آتے ہیں۔ (دیکھئے فیروز اللغات)

☆☆......نفس......: قرآن و سنت اور عام اردو زبان میں ''نفس'' جان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے قرآن پاک پارہ 4 سورۃ ال عمران آیت 185 ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' میں نفس کا ترجمہ ''جان'' کیا ہے۔ (تسہیل بیان القرآن: ص ۱۵۳) اشرفعلی تھانوی نے قرآن پاک پارہ 30 سورۃ الشمس میں آیت ''وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا'' میں نفس کا ترجمہ ''انسان کی جان'' کیا ہے۔ (تسہیل بیان القرآن: ص ۱۲۲۴) مسلمانوں میں عام اردو زبان میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ ہر نفس نے موت کا ذائقہ

202

چکھنا ہے۔اور لغت کی کتب میں بھی ''نفس'' کا معنی جان، روح، ذات، وجود[بدن] ہستی جیسے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔(فیروز اللغات اردو:ص ۱۳۶۸)اور اگر نَفَس (''ن''اور''ف'' پر زبر کے ساتھ) کے معنی میں لیا جائے تب بھی ''سانس، دم'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔(دیکھئے فیروز اللغات :ص ۱۳۶۷)

☆☆......انگرکھا......(اَن۔گرکھا):ایک قسم کا مردانہ لباس۔قبا(فیروز اللغات اردو:ص ۱۳۲)مردوں کی ایک پوشاک۔(نور اللغات ،1/ 383)

انگرکھا(اچکن، پوشاک) کا ذکر خود علماء دیوبند کی کتب [۱] عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علمائے حق کے واقعات :صفحہ 128 ،مفتی محمد خبیب غفوری دیوبندی [۲] کشکول مجذوب :صفحہ 7 [۳] مجالس حکیم الامت :صفحہ 100 ،مفتی محمد شفیع دیوبندی میں بھی موجود ہے۔

☆☆......بند...... کتب لغت میں بند کا مطلب ''ڈورا، فیتہ، گرہ'' بھی لیا گیا ہے۔ (دیکھئے فیروز اللغات)

تو جب ان انتہائی مشکل ترین الفاظ جن کا مطلب بیچارے دیوبندی علماء کو نہیں آتا تھا تو ہم نے بتا دیا، تو اب المیز ان کی اس انتہائی مشکل ترین و پیچیدہ عبارات (ہمارے مطابق قطعاً غیر مبہم اور واضح عبارت) کا معنی یہ ہے کہ

''امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد حرکت (جنبش یا دھڑکن) نفس (بدن یا سانس) سے میرے انگر کھے (پوشاک) کا بند (ڈورا، فیتہ، گرہ) ٹوٹ گیا تھا چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر میں جا کر بند درست کروا کر اپنی نماز احتیاطا پھر سے پڑھ لی۔''

یہ اتنی آسان عبارت ایک معمولی سمجھ والا عام شخص بھی سمجھ سکتا تھا لیکن (بقول اشرفعلی

تھانوی) دیوبندی احمقوں م بدفہموں ور بدعقلوں کو سمجھانے کے لیے ان کے مطالب و معنی بھی بیان کرنے پڑیں۔

اہلِ علم جانتے ہیں کہ مرد حضرات جو انگرکھا (پوشاک، اچکن) پہنتے ہیں اس کی گردن کے قریب ایک بند (ڈورا، فیتہ، گرہ) ہوتا ہے۔ جس طرح کے ہماری قمیضوں میں بٹن لگے ہوتے ہیں اور عام مشاہدہ ہے کہ بعض مرتبہ دھاگا کمزور ہو کر ذرا سی حرکت سے ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پوشاک کے ساتھ ہوا کہ بدن کی حرکت یا سانس کی حرکت سے اس کا بند (ڈورا، فیتہ، گرہ) ٹوٹ گیا۔

قارئین کرام! للہ انصاف کیجئے کہ بات کیا تھی لیکن علماء دیوبند نے محض ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی سے مخالفت کی بنا پر اس کو کیا سے کیا بنا ڈالا؟ بات پوشاک کی تھی اور یہ دھوتی پر لے گے، بات بند (ڈورا، فیتہ، گرہ) کی تھی اور یہ کمر بند (ناڑا) پر لے گے، بات نفس (یعنی بدن یا سانس) کی حرکت کی تھی لیکن یہ دیابنہ وہابیہ کو" آلہ تناسل" دیکھائی دیا۔ لیکن جو دیوبندی (بقول) غیر مقلدین کی طرح " آلہ تناسل" سے چمٹے ہوں ان کو تو یہی نظر آئے گا۔

{......دیوبندی اُصول سے علماء دیوبند کو الزامی جواب......}

قارئین کرام! جیسا کہ آپ مطالعہ کر چکے کہ علماء وہابیہ دیابنہ کے نزدیک "نفس" سے مراد "ذکر" (آلہ تناسل، عضو تناسل) ہے تو اب انہی کے اُصول و انداز پر ہم علماء دیوبند کی چند عبارات "نفس" (بقول دیوبندی) آلہ تناسل (ذکر) پر پیش کرتے ہیں۔

1......اشرفعلی تھانوی کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ

"حرکت نفس کا علاج" (ملفوظات حکیم الامت: ۲۱ ص ۲۸۹)

حرکت نفس سے مراد دیابنہ کے نزدیک آلہ تناسل کا کھڑا ہونا ہے جیسا کہ دیوبندی

202

دست وگریبان: ج ۳ ص ۴ میں لکھا ہے تو اشرفعلی تھانوی کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ "کھڑے آلہ تناسل کا علاج"۔ اب ابوایوب دیوبندی ہی بتائیں کہ اشرفعلی تھانوی نے کس کے کھڑے آلہ تناسل کا علاج کیا؟ اپنے یا منظور نعمانی، گنگوہی، انبیٹھوی کے کھڑے آلہ تناسل کا علاج کیا۔

(نوٹ: قارئین کرام سے انتہائی معذرت! لیکن ایسی بکواس ابوایوب نے اپنی ویڈیو میں کی، یہ اس کا الزامی جواب ہے)

2......اشرفعلی تھانوی کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ

"نفس بڑا ہی مکار ہے......نفس سب کا مولوی ہے۔" (ملفوظات حکیم الامت جلد ۵ ص ۱۶۰ ملفوظ ۱۱۱)

تو دیابنہ کے ناپاک معنی کے مطابق خود ان کے اپنے امام اشرفعلی تھانوی کے ملفوظات کی اس عبارت کا مطلب یہ بنا کہ "نفس (آلہ تناسل) بڑا ہی مکار ہے......نفس (آلۂ تناسل) سب (دیوبندیوں) کا مولوی ہے"۔ اب یہ مسئلہ دیوبندی ہی بتائیں کہ اس دیوبندی مولوی کی دستار بندی دیوبندیوں کے کس مدرسے میں ہوئی؟ دیوبندیوں کا یہ مولوی مسلمان ہے یا کافر؟ اور دیابنہ کے اس مولوی کے پیچھے دیوبندیوں کی نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ کیا قاسم نانوتوی اپنے دیوبندی بچوں کے کمر بند کھول کر اسی دیوبندی مولوی (آلہ تناسل) کی تلاش میں تو نہیں تھے؟

3☆☆......نفس کے معنی دیوبندیوں کے نزدیک "عضو تناسل" (ذکر) کے ہیں تو لیجیے علماء دیوبند کہتے ہیں کہ

"ہر وقت آدمی کو اپنے نفس (بقول دیوبندی آلہ تناسل: از رضوی) کی دیکھ بھال اور نگرانی میں لگے رہنا چاہیے یہ نفس (بقول دیوبندی آلہ

202

تناسل:از رضوی) کمبخت ہر رنگ میں مارتا ہے۔'' (ملفوظات حکیم الامت:ص۹۰ ملفوظ:۱۱۶)

اب دیوبندی ہی بتائیں کہ اس نفس یعنی تمہارے مطابق آلۂ تناسل نے تم دیوبندیوں کو کس کس رنگ میں مارا ہے؟

4......دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ

''نفس (بقول دیوبندی آلۂ تناسل:از رضوی) دیندار کو دینی رنگ سے مارتا ہے'' (ملفوظات حکیم الامت:ص۹۰ ملفوظ:۱۱۶)

اب اس پر ہم بھی انہی کے طرز پر کہہ سکتے ہیں کہ یہ دیندار کو دینی رنگ میں اس طرح مارتا ہے کہ علماء دیوبندی ''بچوں سے چھیڑ بھی فرماتے'' (سوانح قاسمی، ج۱ ص۴۶۶) اور اس چھیڑ کا ادنی نمونہ یہ تھا کہ وہ دیوبندی علماء اپنے مدرسوں کے بچوں کے کمر بند (ناڑا) کھول دیتے تھے۔ چنانچہ علماء دیوبند نے قاسم نانوتوی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنے دیوبندی بچوں کے ''کمر بند کھول دیتے تھے'' (سوانح قاسمی، ج۱ ص۴۶۶) یہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کو دیوبندی حضرات نہلاتے تھے چنانچہ لکھتے ہیں کہ ''وہ (حافظ جی) مولانا (محمد قاسم نانوتوی) کو نہلاتے اور کمر ملتے تھے اور مولانا ان کو نہلاتے اور کمر ملتے تھے'' (سوانح قاسمی:ج۱ ص۴۷۰) اب اس حوالے کے اندر یہ بھی نہیں کہ نہلاتے وقت دیوبندی مولویوں نے کچھ پہنا ہوا تھا کہ نہیں؟ تو یہ حالت تھی علماء دیوبند کی!

5......علمائے دیوبند کے امام اسمعیل دہلوی کی کتاب ''صراط مستقیم'' میں لکھا ہے کہ ''نفس اور شیطان دونوں نماز میں خلل انداز ہوتے ہیں۔'' (صراط مستقیم:ص۱۶۶)

چونکہ علمائے دیوبند کے مطابق نفس سے مراد ذَکر (آلۂ تناسل) ہے تو دیوبندی امام اسمعیل دہلوی کی کتاب ''صراط مستقیم'' کی اس عبارت کا مطلب یہ بنا کہ ''نفس (بقول

202
دیوبندی آلۂ تناسل) اور شیطان دونوں (دیوبندی علماء کی) نماز میں خلل انداز ہوتے ہیں"
تو یہ ہے علماء دیوبند کی نمازوں کی کیفیات کہ نماز میں بھی ان کا نفس (بقول دیوبندی آلہ تناسل) خلل انداز ہوتا ہے۔

یقیناً نفس بقول دیوبندی آلہ تناسل کی اسی خلل اندازی کی وجہ سے دیوبندی امام اسمٰعیل دہلوی نے لکھا کہ

"نماز میں "زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے" (صراط مستقیم: ص۱۲۹)

مجھے لگتا ہے کہ ایسے گندے عقیدے کا راستہ صاف کرنے کے لیے دیوبندی مولوی امین صفدر نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی یہ جھوٹ منسوب کیا کہ

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے رہے اور کتیا کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی۔ دونوں کی شرم گاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔" (تجلیات صفدر ۵: ۳۸۸)

لاحول ولا قوۃ الا باللہ!! استغفر اللہ العظیم!!

معاذ اللہ عزوجل! جن بدبختو ظالمو دیوبندیوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو نہیں چھوڑا ایسے بدبخت اگر اُس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں (اہلِ سنت و جماعت حنفی علماء) پر ایسے بیہودہ و فحش الزامات لگا دیں تو کون سی بڑی بات ہے۔ (نوٹ: یہ حوالہ دیوبندی اصولوں کے مطابق پیش کیا گیا)۔

6۔۔۔۔۔۔بدفہم دیابنہ کے نفس کے معنیٰ "آلہ تناسل" کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے امام قاسم نانوتوی کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں، کہتے ہیں کہ

لیا ہے سگ نمط ابلیس نے میرا پیچھا ہوا ہے نفس ہوا سانپ سا گلے کا ہار

202

تو قاسم نانوتوی کے گلے میں "نفس" (بقول دیوبندی) آلہ تناسل سانپ کی طرح اس کے گلے کا ہار بنا ہوا ہے۔

تو جب علماء دیوبند کے مطابق "نفس" سے مراد "ذکر" (آلہ تناسل) ہی ہے تو ان حوالوں میں بھی نفس سے مراد آلہ تناسل لیا جائے گا تو اب خود دیکھ لیں کہ علماء دیوبند کی عبارات کا ان کے اصول کے مطابق کیا مطلب بنے گا، "نفس" سے مراد "ذکر" (آلہ تناسل) لیکر خود انہوں نے اپنے دیوبندی اکابرین کو ہی مزید ذلیل و رسواء کیا۔ (نوٹ: "مزید الزامی گفتگو" شرمگاہ کے نوجوڑیا دیوبندیوں کی گندی ذہنیت کا جوڑ توڑ" میں ملاحظہ کیجیے)۔

﴾......نماز دوبارہ کیوں پڑھی؟......﴿

اعتراض2......: اعلیٰ حضرت نے گھر جا کر دوبارہ نماز پڑھی تو اگر یہ نماز نہ ہوئی تھی تو پھر جماعت میں جو لوگ (مقیدی) شامل تھے ان کی نماز برباد کردی، آخر ان کو دوبارہ نماز کیوں نہ پڑھائی اور خود کیوں پڑھ لی؟

جواب......: نماز نہ ہونے کا فتویٰ کسی نے نہیں دیا بلکہ اسی عبارت میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ

"چونکہ نماز تشہد پر ختم ہوجاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر میں جا کر بند درست کروا کر اپنی نماز احتیاطاً پھر سے پڑھ لی۔"

(المیزان امام احمد رضا نمبر 234)

یعنی نماز کے بالکل آخر میں انگرکھا (پوشوک) کا بند ٹوٹنے سے سدل واقع ہوا، نماز تو ہوگئی (بالفتوی) مگر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے احتیاطاً لوٹائی (بالتقوی)۔ اصل بات وہی ہے "ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون" (لیکن وہابی بے عقل قوم ہے) اور یہ لکیر کے فقیر

202

ہیں جیسا کہ خود دیوبندی مولوی نے کہا

''ہم (دیوبندی) تو لکیر کے فقیر ہیں'' (خوشبو والاعقیدہ ص ۱۱۳)

اس لیے ایسے جاہلوں اور لکیر کے فقیروں کو شرعی مسئلہ کا علم ہی نہیں۔آیئے یہ شرعی مسئلہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔فقہ حنفی کی کتابوں میں ایک جزئیہ موجود ہے:

ویشدّ القباء بالمنطقة احترازاً عن السدل:

اور''سدل'' سے بچنے کے لیے قباء کو بٹن سے باندھا جائے۔

جامع المضمرات، فتاوی تتارخانیہ، محیط برہانیاور مشکوۃ، کتاب الصلوۃ، باب الستر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ

نہی عن السدل فی الصلوۃ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں "سدل" سے روکا۔

معجم المعانی میں لکھا ہے کہ

سدَل الثّوبَ: أرخاه وأرسله من غیر ضمّ جانبیہ:

یعنی کپڑے کو لٹکا چھوڑنا بغیر اس کے طرفین کو باہم ضم کیے۔

اس کے متعلق حدیث شریف میں ممانعت ہے۔

أنَّ رسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم نهى عنِ السَّدْلِ في الصَّلاةِ وأنْ يُغطِّيَ الرَّجلُ فاهرواه أبو هريرة۔

یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں سدل سے روکا اور اس سے بھی روکا کہ (نماز میں) کوئی اپنے منہ کو (نقاب Mask) سے ڈھانپے۔

(صحیح ابن حبان)

تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور فقہا کرام کے ان حوالوں میں سدل سے روکا گیا تو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ علم احتیاطی ہے اور یہ سب علمی باتیں ہیں ان

202

سے علماء دیوبند کا کیا واسطہ بلکہ انہی کی زبان میں عرض ہے کہ

''ابے جا گنوار کے لونڈے (دیوبندی) تجھے ان چیزوں سے کیا واسطہ۔'' (سوانح قاسمی ج ا ص ۴۶۴)

اور چونکہ تھانوی صاحب نے خود فرمایا کہ سارے احمق، بدفہم، بے عقل ان دیوبندیوں کے حصے میں آئے ہیں اس لیے ایسے بدفہموں اور بے عقلوں کو کچھ سمجھ بوجھ تو ہے نہیں بس خواہ مخواہ ہذیان بکتے رہتے ہیں۔ ولکن الوہبیۃ قوم لا یعقلون'' (لیکن وہابی بے عقل قوم ہے)۔

معزز قارئین! اسی موضوع پر حضرت مولانا حسن علی رضوی میلسی صاحب کا رسالہ ''اور دیوبند کا بند ٹوٹ گیا'' بجواب ''اور انگر کھے کا بند ٹوٹ گیا'' بھی موجود ہے، اس کا بھی ضرور مطالعہ فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بدمذہبوں اور بے دینوں کے شر سے ہم اہل سنت و جماعت کو محفوظ فرمائے۔ (آمین)۔

202

طلوع سحر (دوسری قسط)

خلیل احمد رانا

اس رسالہ کا ایک اڈیشن مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت بریلی، بار دوم ۱۳۳۰ھ راقم الحروف (خلیل احمد) کی نظر سے بھی گذرا ہے، اور ایک اڈیشن ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور نے بھی شائع کیا۔

فتاوٰی رضویہ جلد سوئم، مطبوعہ مبارک پور (ہندوستان) کے صفحہ ۸ پر ایک استفتاء ہے جو مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ نے ۲۱ / جمادی الآخر ۱۳۱۴ھ کو ارسال کیا تھا۔

فتاوٰی رضویہ، جلد گیارہ، مطبوعہ بریلی (ہندوستان)، باراوّل کے صفحہ ۴۵ پر ایک استفتاء ہے جو مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ نے کلکتہ دھرم تلا نمبر ۱ سے ۵ / جمادی الآخر ۱۳۱۲ھ کو ارسال کیا تھا۔

مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ کے دو فرزند اور دو دختران تھیں، دونوں دختران فوت ہوگئیں، بڑی دختر کے ایک پسر اور چھوٹی دختر کی اولاد بریلی شریف میں سکونت پذیر ہے، فرزند اکبر مولانا حکیم مرزا عبدالعزیز بیگ علیہ الرحمہ اور دوسرے فرزند حکیم مرزا عبدالحمید بیگ علیہ الرحمہ تھے۔

مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں!

”خدا کے فضل سے (مولانا غلام قادر بیگ) صاحب اولاد ہیں، ایک صاحبزادہ

202

جن کا نام نامی مرزا عبدالعزیز بیگ ہے، دینیات سے واقف اور طبیب ہیں...... بریلی کی جامع مسجد کے قریب مکان ہے پنج وقتہ نماز اسی مسجد میں ادا کیا کرتے ہیں"۔

(مولانا ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، جلد اوّل، ص ۳۲)

مولانا حکیم مرزا عبدالعزیز بیگ پہلے رنگون (برما) میں رہے، پھر کلکتہ میں طبابت کی، ایام جوانی میں کلکتہ ہی میں سکونت رکھی، چنانچہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ کبھی کبھی اپنے فرزند اکبر کے پاس کلکتہ تشریف لے جاتے تھے، پھر حکیم مرزا عبدالعزیز بیگ آخری ایام میں کلکتہ سے ترک سکونت کر کے بریلی شریف آ گئے تھے اور وفات تک اپنے آبائی مکان میں سکونت پذیر رہے، آپ بڑے ہی علم و فضل والے، عابد، تہجد گزار، متقی اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔

(ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی، شمارہ جون ۱۹۸۸ء، ص ۴۰)

مولانا حکیم مرزا عبدالعزیز بیگ علیہ الرحمہ کا وصال ۱۴/۱۵ شعبان ۱۳۴۷ھ کی درمیانی شب کو بریلی شریف میں ہوا، (مولوی عبدالعزیز خاں عاصی (متوفی ۱۴/ اپریل ۱۹۶۴ء)، تاریخ روہیل کھنڈ و تاریخ بریلی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء، ص ۲۹۹، ۳۰۰) اور آپ لاولد فوت ہوئے۔ (ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جون ۱۹۸۸ء، ص ۴۰)

دوسرے صاحبزادے مرزا عبدالحمید بیگ پہلے ریاست بھوپال میں رہے، پھر پیلی بھیت کے اسلامیہ انٹر کالج میں ملازم رہے، وہیں آپ کا وصال ہوا، مجرد تھے۔

مرزا محمد جان بیگ رضوی کی بیاض کے مطابق مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ بریلوی کا وصال یکم محرم الحرام ۱۳۳۶ھ / ۱۸/ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو نوے سال کی عمر میں ہوا اور محلہ باقر گنج واقع حسین باغ بریلی میں دفن ہوئے، آپ کے بھائی مرزا مطیع اللہ بیگ علیہ الرحمہ بھی وہیں دفن ہیں۔

202 (ماہنامہ سنی دنیا، بریلی، شمارہ جون ۱۹۸۸ء، ص ۴۰)

حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی نے ''حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی'' مطبوعہ سیالکوٹ اور ''حیات امام اہل سنت'' مطبوعہ لاہور میں مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ کا جو سن وفات ۱۸۸۳ء تحریر کیا ہے، وہ درست نہیں ہے۔

مرزا غلام قادر بیگ بن مرزا غلام مرتضیٰ

مرزا بشیر احمد بن غلام احمد قادیانی لکھتا ہے!

''مرزا غلام مرتضیٰ بیگ جو ایک مشہور اور ماہر طبیب تھا، ۱۸۷۶ء میں فوت ہوا اور اس کا بیٹا غلام قادر اس کا جانشین ہوا، مرزا غلام قادر لوکل افسران کی امداد کے واسطے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور اس کے پاس ان افسران جن کا انتظامی امور سے تعلق تھا، بہت سے سرٹیفکٹ تھے، یہ کچھ عرصہ تک دفتر ضلع گورداسپور میں سپریڈنٹ رہا، اس کا اکلوتا بیٹا صغر سنی میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ بنا لیا تھا، جو غلام قادر کی وفات یعنی ۱۸۸۳ء / ۱۳۰۱ھ تقریباً سے خاندان کا بزرگ خیال کیا جاتا تھا...... اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد جو مرزا غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا مسلمانوں کے ایک بڑے مشہور مذہبی سلسلہ کا بانی ہوا، جو احمدیہ سلسلہ کے نام سے مشہور ہوا۔

(سیرت المہدی، مطبوعہ قادیان ضلع گورداس پور (مشرقی پنجاب، انڈیا) ۱۹۳۵ء، ص ۱۳۵)

(نوٹ)۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں احمدیہ سلسلہ کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

مولوی ابوالقاسم رفیق دلاوری دیوبندی لکھتے ہے!

''ان دنوں مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بھائی غلام قادر دینا نگر (ضلع

202

گورداسپور) کی تھانیداری سے معزول ہوکر عملہ کے پیچھے جوتیاں چٹخاتے پھرتے تھے"۔

(مولوی ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری، رئیس قادیان، مطبوعہ مجلس ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء، جلد اول، ص ۱۱)

مولوی رفیق دلاوری دوسری جگہ لکھتے ہیں!

"مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۷۶ء میں اسی سال کی عمر میں دنیائے رفتنی وگزشتنی کو الوداع کہا، ان کی سب سے بڑی اولاد مراد بی بی تھیں، جن کی شادی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے بھائی محمد بیگ یعنی بیگم طال عمرہا کے حقیقی چچا سے ہوئی تھی، ان سے چھوٹے غلام قادر تھے، جنہوں نے اپنی حیات مستعار کے پچپن مرحلے طے کرکے ۱۸۸۳ء میں سفر آخرت کیا، ان سے شاہد جنت نام ایک لڑکی تھی......اور سب سے چھوٹے مرزا غلام احمد صاحب تھے (سیرۃ المہدی)

(مولوی ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری، رئیس قادیان، مطبوعہ ملتان ۱۹۷۷ء، ج ۱، ص ۱۱)

مرزا غلام قادر بیگ کے نام انگریزی حکومت کا ایک مکتوب

"دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ، آپ کا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ ایں جانب میں گزرا۔

"مرزا غلام قادر آپ کے والد کی وفات کا ہم کو بہت افسوس ہوا، مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ تھا اور وفادار رئیس تھا، ہم خاندانی لحاظ سے آپ کی اسی طرح عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ کی جاتی تھی، ہم کسی اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور

202

پا بحالی کا خیال رکھیں گے۔

المرقوم ۲۹ رجون ۱۸۷۶ء

الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب فنانشل کمشنر پنجاب

(مرزا بشیر احمد بن غلام احمد قادیانی، سیرت المہدی، طبع قادیان ۱۹۳۵ء حصہ

اول، ص ۱۳۴

،ایضاً۔ پروفیسر محمد ایوب قادری، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۵۱۲)

سند خیر خواہی مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان

''میں (مرزا غلام احمد قادیانی) ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے، میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ ''رئیسان پنجاب'' میں ہے، اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کی مدد کی تھی، یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانۂ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے، ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئیں ہیں، پھر میرے والد صاحب کی وفات پر میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر، خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ الخ

پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں!

یہ تحریر مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ یہ خاندان سرکار برطانیہ کا ہمیشہ وفادار رہا ہے اور ۱۸۵۷ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے والد غلام مرتضیٰ اور

202

بڑے بھائی مرزا غلام قادر نے سرکار برطانیہ کی نمایاں خدمات انجام دی ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے اشتہار ''واجب الاظہار'' از مرزا غلام احمد قادیانی (قادیان ۱۸۹۷ء) نیز ''کشف العطاء'' از مرزا غلام احمد قادیانی، (قادیان ۱۹۰۶ء)

(پروفیسر محمد ایوب قادری، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۵۰۸، ۵۰۹)

خلاصہ کلام:۔ ۱۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ ایک صحیح العقیدہ مسلمان، اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وفادار تھے، جب کہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی، انگریزی حکومت کا وفادار اور قادیان کا رئیس تھا۔

۲۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی ماہر علوم دینیہ، کامیاب مدرس وطبیب تھے، جب کہ مرزا غلام قادر قادیانی دینانگر (ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب، ہندوستان) کا معزول تھانیدار تھا۔

۳۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی کے والد ماجد کا نام مرزا حسن جان بیگ لکھنوی ہے، جب کہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ بیگ قادیانی ہے۔

۴۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ کا سن وفات ۱۹۱۷ء ہے جب کہ مرزا غلام قادر قادیانی

۱۸۸۳ء میں فوت ہوا۔

۵۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ کی عمر ۹۰ سال ہوئی، جب کہ مرزا غلام قادر قادیانی کی عمر ۵۵ سال ہوئی۔

۶۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ کے دو صاحبزادے حکیم مرزا عبدالعزیز

202

بیگ اور مرزا عبدالحمید بیگ تھے جب کہ مرزا غلام قادر بیگ قادیانی کا ایک ہی بیٹا تھا جو صغر سنی میں فوت ہو گیا تھا۔

ان تمام حقائق وشواہد سے ثابت ہوا کہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ اور مرزا غلام قادر بیگ قادیانی، دو الگ الگ شخصیتیں ہیں، ان کو ایک شخصیت قرار دینا افتراء اور دروغ گوئی کے سوا کچھ نہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

انبھیٹوی + گھکڑوی + شیطان کا علم

ہمارے سامنے کسی مخلوق کے علم کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے کوئی زائد کہے تو ہم فوراً بے ساختہ "معاذ اللہ" کہتے ہیں اور دیوبندیوں کے دل میں کسی کے بارے میں آ جائے کہ وہ "اعلم من الشیطان" (شیطان سے زیادہ علم والا) ہوگا: تو فوراً بے ساختہ طور پر "معاذ اللہ" کہتے ہیں۔ چناچہ براہین قاطعہ، ص56 اور عبارات اکابر ص158 پر لکھتے ہیں کہ "اور مؤلف خود اپنے زعم میں تو بہت بڑا اکمل الایمان ہے تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر "اعلم من الشیطان" ہوگا معاذ اللہ"۔ اس مقام پر "معاذ اللہ" کے الفاظ کا استعمال کئی مخفی راز بے نقاب کر رہا ہے۔ اپنے بزرگوں کی توہین برداشت نہ ہوئے دل کی گہرائیوں سے "معاذ اللہ" کے الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ جن طاغوتوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم محیط زمین، شیطان سے کم مانا تھا تو وہ کسی عالم کو شیطان سے زیادہ علم ولا کہنے والا پر "معاذ اللہ" نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟ کیا اب بھی پتہ نہیں چلا کہ شیطان سے کس کو اعلم نہ ماننے والے یہ دیوبندی کن معنوں میں دیوبندی ہیں؟ اور کیا دیوبندی اور دیوداسی میں کوئی فرق باقی ہے؟

202

فاتحِ عیسائیت
حضرت مولانا آلِ حسن موھانی رضوی اور ردِ وھابیت

میثم عباس قادِری رضوی

صدرالمحققین راس المتکلمین فاتحِ عیسائیت حضرت علامہ مولانا مولوی سید آلِ حسن رضوی موہانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اکابر علماء اہلِ سنت میں سے ہیں، آپ نے اپنی تصانیف کے ذریعے عیسائیت اور وہابیت کا بہترین رد کیا۔ اہلِ سنت کی طرف سے آپ کے حالات وافکار کا کماحقہ تعارف پیش نہیں کیا جاسکا، جس کی وجہ سے عوام تو دور کی بات ہے علماء کی اکثریت آپ کے نام سے بھی ناواقف ہے۔ اسی وجہ سے اس مقالے میں آپ کے حالاتِ زندگی اور عقائد و نظریات کو پیش کیا جائے گا تاکہ آپ کا تعارف ہو سکے۔

حضرت کے حالاتِ زندگی آپ کے نبیرہ (پوتے) مولانا حیات الحسن موہانی نے ان کی کتاب ''تنقیح العبادات'' کے شروع میں لکھتے ہیں بقدرِ ضرورت ان کا انتخاب پیش ہے، ملاحظہ فرمایئے۔:

''بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ حامداً و مصلیا و مسلما، بعض لوگ ایسے ہیں جن میں یہ خاص ملکہ ہوتا ہے کہ جتنے وہ ہیں اُس سے کہیں بڑھ کر اپنے آپ کو دِکھاتے ہیں اور اپنی تھوڑی سی پونجی کو اس ڈھب اور پہلو سے پیش کرتے ہیں کہ رتی کا تولہ اور تولہ کا سیر ہو جاتا ہے لیکن بعض خدا کے بندے ایسے بھی ہیں کہ جن میں خداداد جوہر اور استعداد موجود ہے مگر

202

کچھ تو تساہل کی وجہ سے اور زیادہ تر انکسار کے باعث نمایاں نہیں ہوتے غرض یہ کہ اُنہیں دو کان جمانی نہیں آتی اور خود فروشی سے عار آتا ہے اس لیے گاہک کی نظر نہیں پڑتی اور وہ گمنامی اور کسمپُرسی کی حالت میں رہ جاتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو باوجود فیوز بہ منتہائے کمال اس کوشش میں رہتے ہیں کہ اُن کی ہستی اور اُن کا نام وغیرہ جو کچھ ہو وہ بھی بالکل مٹ جائے انہیں میں مولوی سیّد آلِ حسن صاحب قبلہ موہانی تھے کہ اپنی مقبول تصانیف میں نام تک شائع کرنا پسند نہ کیا جب ایسی کوشش ہو تو ایسے شخص کے حالاتِ زندگی کیونکر باقی رہ سکیں گے اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ اُن کے دوست احباب اور اخلاف بھی اسی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہوں، چنانچہ راقم الحروف اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے جس سے ناظرین اندازہ فرمائیں گے کہ یہ لوگ کس قدر مٹنے کے شائق تھے عرصہ ۱۲ رسال کا ہوتا ہے کہ ہمارے قصبہ موہان کے ایک عزیز سید شبیر حسین صاحب محسن تاریخ لکھ رہے تھے وہ راقم الحروف کے ذریعہ سے چاہتے تھے کہ مولانا مولوی آلِ حسن صاحب کا حلیہ معلوم ہو جائے تا کہ اُس کے انداز سے آپ کی تصویر بنا کر اُس کے فوٹو تاریخِ مذکورہ میں درج کر یں اس غرض سے راقم الحروف نے والد مرحوم مولوی سید احمد سعید صاحب سے حلیہ دریافت کیا۔ وجہ پوچھی وجہ معلوم ہونے پر اِس قدر اظہارِ خفگی فرمایا کہ والد مرحوم کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا ''دنیا مٹنے کے لیے ہے اس کو مٹنے میں مدد دینی چاہیے''۔ ایسی حالت میں مولانا مولوی سیّد آلِ حسن صاحب قبلہ مرحوم کی سوانح زندگی کچھ بھی لکھنا مشکل کیا بالکل مُحال ہے۔ کچھ سرسری طرزِ زندگی حالات اور سلسلہ مُعاش بِلا قیدِ تاریخ وسنہ جو راقم الحروف کو والد اور چچا صاحب مرحوم و پھوپھی صاحبہ سے معلوم ہوئے ہیں قلمبند کئے دیتا ہے، اُمید ہے کہ مرحوم کی تصانیف کے مطالعہ فرمانے والے حضرات کے لئے باعثِ دلچسپی ہوگا۔

نام وخاندان: آلِ حسن نام خلف مولوی سید غلام سعید خاں، منصب دار سلطنتِ اودھ۔ قصبہ

202

موہان ضلع اناؤ ملک اودھ کے رہنے والے تھے آپ کے والد بعہد نواب سعادت علی خان بہادر شاہِ اودھ تمامی عدالتوں کے افسرِ اعلیٰ تھے اور مقربینِ خاص شاہِ اودھ موصوف سے تھے جس کی وجہ سے آپ کا قیام خاص لکھنو میں رہتا تھا عالمِ جوانی اور اُسی عہدِ سلطنت میں مولوی سید غلام سعید خاں کا انتقال ہو گیا، خان صرف خطابی تھا۔ مولوی غلام سعید خاں کے والد کا اسمِ گرامی حضرت سید شاہ وجیہ الدین ہے اسی طرح نسب حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ تعالٰی عنہ تک اس سلسلہ سے پہنچتا ہے، مولوی سید آلِ حسن بن مولوی سید غلام سعید خاں بن مولوی سید شاہ وجیہ الدین...... مولانا مرحوم کی صحیح تاریخِ ولادت معلوم نہیں قیاسی سنہ ولادت ۱۲۰۲ھ بمطابق ۱۸۰۷ء ہے۔ بوقت وفات مولوی غلام سعید خاں صاحب مولانا کی عمر صرف دس سال کی تھی اور آپ سے چھوٹے بھائی مولوی اوصاف حسن صاحب کی عمر ۴/ چار سال کی تھی عبداللہ نامی ایک پروردہ کے سپرد گھر اور کُل مال واسباب رہتا تھا، ایک عالی شان مکان موہان میں تعمیر ہو رہا تھا تعمیر بند ہو گئی مال واسباب عبداللہ و دیگر ملازمین لے کر معلوم نہیں کہاں چنپت ہو گئے......

علمی ومذہبی خدمات: مولانا کو مناظرہ مذہبی میں خاص ملکہ حاصل تھا لیکن چونکہ آپ کو غصہ بہت جلد آجاتا تھا لہٰذا زبانی مناظرہ سے محترز رہتے تھے مشہور مناظرہ مسیحی واسلام آگرہ میں جس میں مسلمان کامیاب اور مسیحی ناکام رہے، مسیحیوں کی طرف سے پادری فنڈر صاحب اور مسلمانوں کی طرف سے مولانا آلِ حسن صاحب مناظرہ کے روحِ رواں تھے، اگرچہ مسلمانوں کی طرف سے مناظرہ زبانی مولانا رحمت اللہ (کیرانوی) مرحوم فرماتے تھے مولانا کی زیادہ تر تصانیف فنِ مناظرہ ہی میں ہیں جن میں کتاب ''استفسار'' و ''استبشار'' خاص شہرت رکھتی ہیں یہ کتابیں ہندوستان میں مسیحیوں کے مقابلہ میں اب تک بے مثل ولاجواب ہیں۔

202

سرکارِ نظام کی ملازمت: مذہبی خدمات سے باوجود ڈاک اور تار کے انتظام نہ ہونے کے اُسی زمانہ میں مولانا کا شہرہ تمام ہندوستان میں ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک ہو گیا تھا سرکار نظام حیدر آباد میں نواب محمد یار خاں محی الدولہ اول کا۔ بعہد نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم نظام خامس خاص اقتدار تھا، نظام الملک خامس مرحوم کے مزاج میں محی الدولہ مرحوم کا سب سے زیادہ رسوخ تھا انتہا یہ ہے کہ سر سالار جنگ اول مرحوم وزیر اعظم تک کو اُن کی مزاج داری کرنی پڑتی تھی محی الدولہ مرحوم ایک مذہبی آدمی تھے، علما و صلحا کے بڑے قدردان تھے مولانا کی شہرت سن کر کوشش کی کہ مولانا حیدر آباد آجائیں سفر خرچ کے لیے اپنے پاس سے ایک معقول رقم موہان اور بہت اشتیاق کے ساتھ حیدر آباد آنے کی ترغیب لکھی۔ شاید بُعدِ مسافت کی وجہ سے مولانا نے باوجود عُسرت (مفلسی) سفر خرچ شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ نواب صاحب موصوف نے دوبارہ سفر خرچ بھیج کر بہت اصرار سے اشتیاق ظاہر کیا۔ اس زمانے میں مولانا کا دہلی میں وکالت کا شغل تھا اس نوبت پر دوستوں کی رائے سے حیدر آباد کے لئے دہلی سے قصبہ کسمنڈی آئے اور کسمنڈی سے حیدر آباد گئے، حیدر آباد میں مولانا نواب محی الدولہ مرحوم کے مہمان رہے اور بہت جلد بمشاہرہ ماہوار ملازم ہو گئے اِس کو ایک سال کا عرصہ گذرا تھا کہ وطن میں مولانا کے گھر کے لوگوں اور ایک صاحبزادی اور صاحبزادہ مولوی انوار الحسن کا انتقال ہو گیا جن کو نواب صاحب نے سفر خرچ بھیج کر زمرۂ اطباء میں ملازمت کے لیے طلب کیا تھا مولانا پریشان ہو کر حیدر آباد چھوڑ کر وطن میں واپس آ گئے چند دنوں موہان میں رہنے کے بعد نواب صاحب موصوف نے تیسری مرتبہ سفر خرچ بھیج کر مولانا کو طلب کیا مولانا ناظم صدارت العالیہ حیدر آباد بمشاہرہ ۶۰۰ رسما مقرر ہوئے مولانا بہت جلد کسی بہت ہی جلیل القدر عہدہ پر مقرر ہونے والے تھے اور بہت بڑی جاگیر ملنے کو تھی کہ دفعۃً بعارضہ تپ ولرزہ نواب محی الدولہ بہادر کا انتقال ہو گیا مولانا خدمتِ متذکرہ صدر ہی پر آخر

202

تک رہے ایک زمانہ کے بعد بوجہ پیرانہ سالی (بڑھاپا) ترک ملازمت کرکے موہان ہی میں آکر رہنے لگے اور وہیں بتاریخ ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ تخمیناً بعمر ۸۵ سال بعارضہ فالج انتقال فرمایا۔ اور قصبہ موہان ہی میں خاندانی قبرستان میں بمقام محلہ پکرا مدفون ہوئے۔

حلیہ: پیشانی کشادہ، گورا رنگ بہت کھلا ہوا، بہت بڑی بڑی نہایت خوبصورت آنکھیں، بھنویں گھنی ہوئی لیکن بیچ میں فاصلہ تھا، بینی بلند و دراز کسی قدر آگے کو جھکی ہوئی، داڑھی بڑی اور گھنی نیچی، قد متوسط، ہاتھ پیر چھوٹے چھوٹے گداز بہت ہی خوبصورت و نرم، آنکھوں کا خاص وصف تھا کہ عاشقِ رسول وآلِ رسول تھیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا اہلِ بیت کے نام لینے پر فوراً اشکبار ہوتیں، دل ہمیشہ اسی محبت میں سوزاں وگداز رہا۔ مولانا وفورِ محبتِ اہلِ بیت میں آخر آخر بالکل ہی اہلِ بیت کے لیے رہ گئے تھے کسی بزرگ کا اہلِ بیت سے نام لیتے یا سنتے ہی مولانا کی بڑی بڑی خوبصورت نرگس شہلا (نرگس ایک پھول ہے جس کو شعراء آنکھ سے تشبیہ دیتے ہیں اور نرگسِ شہلا نرگس کے پھول کی ایک قسم کو کہتے ہیں جس کا درمیانی حصہ زرد کی بجائے سیاہ ہوتا ہے۔ مستفاد از ''فیروز اللغات''۔ میثم قادری) آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہوجاتا تھا باوجود انتہائے زہد وتقوی عشرۂ محرم میں اختیار سے کسی قدر باہر ہوجاتے، تعزیہ رکھنے کو بدعت وگناہ سمجھتے تھے۔ مولانا کی تصانیف میں ایک کتاب کا ذکر ولادت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے کتابِ مذکور اس شعر سے شروع ہوتی ہے۔

امروز شاہِ شاہاں مہماں شدہ است مارا

جبریل با ملائک درباں شدہ است مارا

اکثر مجالسِ میلاد میں مولانا اپنی کتاب پڑھا کرتے تھے آخر آخر میں یہ حال ہو گیا تھا کہ اپنے گھر میں سال میں ایک مرتبہ ضرور مجلسِ میلادِ نبوی منعقد کرتے اور خود ہی منبر پر

202
پڑھنے کو بیٹھتے بیتِ متذکرہ کے پہلے ہی مصرعہ پر ہچکیاں لگ جاتیں اور گھنٹوں رہتیں کہ مولانا پڑھنے سے مجبور ہو جاتے اور کسی دوسرے شخص کو پڑھنا پڑتا تھا، مولانا کو بیعت ارادت مولانا انوار الحق قدس اللہ سرہ لکھنوی فرنگی محلی سے تھی جن کو آپ ''میاں'' کے لفظ سے یاد کیا کرتے تھے۔

تصنیفات: مولانا کے قلم کی جس قدر تحریریں مجھے ملی ہیں اُن کی تقسیم کر کے حسبِ ذیل تصانیف میں نے جمع کی ہیں (۱) کتاب مرغوب در ماخذ جواباتِ نصاریٰ (۲) رسالہ اردو وحدت وجود (۳) تقریر در بحث لاتناہی (۴) مولد نامہ مصطفوی (۵) دامغہ علویہ (۶) انتخاب ترجمہ ارشاداتِ عیسویہ (۷) تنقیح العبادات (۸) مجمع النورین در بیان الوہیت ورسالت (۹) رسالہ نجاتِ اُخروی (۱۰) استفسار (۱۱) استبشار (۱۲) تذکرہ شہادت سید الشہدا (۱۳) تذکرۃ المولیٰ (۱۴) فواعد مثنوی مولانا روم (۱۵) تقاریر در بحث لاتناہی (۱۶) ترجمہ بعض آیاتِ قرآنی در باب اعتقادات (۱۷) ابحاثِ مختلفہ۔

اولاد: مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی اولاد کا اختصار کے ساتھ لکھ دوں کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ (۱) اولاد حسن مرحوم (۲) عارف حسن مرحوم (۳) انوار الحسن مرحوم (۴) لطف حسن مرحوم (۵) شریف الحسن مرحوم (۶) احمد سعید مرحوم (۷) دختر کلاں مرحومہ عقد بہ حافظ نیاز حسن مرحوم (۸) دختر دوم مرحومہ عقد بہ مولوی محبوب الحسن مرحوم لاولد (۹) دختر سوم عقد بہ حافظ محمد ابراہیم صاحب۔ فقط تحریر ۷ ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ

سید محمد حیات الحسن موہانی۔ اورنگ آباد، دکن

ملخصاً (تنقیح العبادات صفحہ ۱ تا ۸ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

مولانا آلِ حسن موہانی کے متعلق ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی تلبیس کا جائزہ:

حضرت علامہ مولانا آلِ حسن مُہانی رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تنقیح العبادات''

202

میں اہلِ سنت کی تائید اور وہابیہ کی خوب تردید کی ہے، دیوبندیوں کے نام نہاد "محقق" ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے مولانا آلِ حسن موہانی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الاستفسار" کے مقدمہ میں آپ کی کتب میں درج عقائد کو "مسلمانوں کے اجماعی عقائد" قرار دیا ہے:

"ان کتابوں پر نظر کرنے سے مولانا آلِ حسنؒ کے عقائد کا ان الفاظ میں پتہ ملتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہ اہلِ سنت کے اجماعی عقائد تھے"

(مقدمہ کتاب الاستفسار صفحہ ۵۵ مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

اسی مقدمے میں ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے ایک اور مقام پر مولانا آلِ حسن موہانی کے افکار و خیالات کو "بحیثیت مجمع النورین اسلامی نظریہ فکر کے گرد حفاظت کے عظیم پہرے" قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

"آپ کے افکار و خیالات بحیثیت مجمع النورین اسلامی نظریہ فکر کے گرد حفاظت کے عظیم پہرے ہیں آپ کے پوتے سید محمد حیات الحسن موہانیؒ نے آپ کی کتاب "تنقیح العبادات" کے ابتدائیہ میں آپ کی کچھ اور کتابوں کا ذکر بھی کیا ہے جن میں تذکرۂ شہادت (سانحہ کربلا) اور فوائد مثنوی مولانا روم زیادہ اہمیت رکھتی ہیں" (مقدمہ کتاب الاستفسار صفحہ ۶۴ مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

حضرت مولانا آلِ حسن موہانی کے عقائد و نظریات:

ذیل میں حضرت مولانا آلِ حسن موہانی کی کتب کے وہ اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں جن میں آپ نے امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیر سید احمد (کے بنائے ہوئے وہابی دیوبندی فرقہ) کے اصول و نظریات کا بہترین رد کیا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے پیر سید احمد پہلے بزرگوں کو مشرک اور بدعتی کہتے تھے حالانکہ خود بدعتی تھے:

202

''مولوی اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب اگرچہ اگلے بزرگوں کی باتوں کو شرک اور بدعتِ ضالہ بتایا کرتے تھے مگر آپ اُنہوں نے بہت سی باتیں نکالیں کہ خیر القرون میں اس کا نشان اور پتہ بھی نہیں ملتا''۔

(تنقیح العبادات صفحہ ۴۵ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

وہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کو امام رازی سے بڑا سمجھتے ہیں:

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ''مولوی اسماعیل صاحب نے جن کو وہابیہ ہند امام فخر الدین رازی سے افضل اور برابر امام ابوحنیفہ اور شافعی کے جانتے ہیں''۔

(تنقیح العبادات صفحہ ۶۰ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور آپ کا سایہ نہ تھا:

حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی ''مولدِ مصطفوی'' میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نور ہونا اور آپ کا سایہ نہ ہونا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آدمی ہوتا تو اس ماہ کا سایہ ہوتا

جس کے سایہ نہ ہو وہ نورِ خدا ہے بخدا

(مولدِ مصطفوی صفحہ ۲۴ مطبوعہ اردو پریس واقع علی گڑھ)

یہ عقیدہ بھی وہابیہ دیوبندیہ کے عقیدے کے خلاف ہے، کیونکہ وہابیہ دیوبندیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیتِ حسّی کے عقیدہ کی بناء پر اہلِ سنت وجماعت کو بشریت کا منکر قرار دیتے ہیں، دیوبندیہ کے مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اپنی کتاب ''تنقیدِ متین'' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ مبارک نہ ہونے کے عقیدے کے متعلق یہاں تک لکھا ہے:

''اصل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کا مسئلہ شیعہ کا ہے''

202 (تنقید متین صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲ ناشر انجمن اسلامیہ گکھڑ ضلع، گوجرانوالہ طبع اوّل ۱۹۷۶ء)

یعنی گکھڑوی صاحب کے مطابق مولانا آلِ حسن موہانی بشریت کے منکر اور شیعہ عقیدہ رکھنے والے ہوئے۔ نعوذ باللہ

مسئلہ استمداد میں وہابیہ دیوبندیہ کے استدلال کا ردِ بلیغ:

''وہابیہ لوگ کاملوں کی ارواح سے فیض حاصل کرنے کو محال اور اس اعتقاد اور اُس کے اعمال کو شرکِ جلی ٹھہراتے ہیں سو اُن کے اس قول کا غلط ہونا ثابت کیا جاتا ہے از روئے چند مقدموں کے''۔ (تنقیح العبادات صفحہ ۵۰ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

''جاننا چاہیے کہ اس قولِ اخیر کا رواج دینے والا فرقہ وہابیہ کا ہے جو تیرہ صدی میں پیدا ہوا ہے سو اُنہوں نے اور بھی بہت سی باتیں غلط نکالی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب دین کی باتیں ہیں از اں جملہ یہ کہ قرآن شریف میں جو فرمایا ہے کہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ یعنی ''مشرکین پکارتے ہیں غیر اللہ کو'' یا فرمایا ہے: لَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا تو مطلق ماسوی اللہ کو فرمایا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا: اذا سئلت فاسئل اللّٰہ و اذا استعنت فاستعن باللّٰہ تو یہاں بالکل ماسوی اللہ سے مانگنے کو منع فرمایا اور فرقہ وہابیہ ایسی آیتوں اور حدیثوں کو ایسے محل میں لاتے ہیں بلکہ صاف تقریریں لکھتے اور وعظ میں بیان کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں مطلق سے ماسوی اللہ مُراد نہیں بلکہ وہی اشخاص مراد ہیں جو نظر نہیں آتے جیسے ارواح اور فرشتے۔ حالانکہ یہ تخصیص قطعاً باطل ہے اور تحریفِ معنوی قرآن اور حدیث کی لازم آتی ہے اسی کا نام بدعتِ ضالہ ہے جو جہنم کو کھینچ لے جانے والی ہے''۔ (تنقیح العبادات صفحہ ۲۲، ۲۳ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

وہابیہ بزرگوں کی قبروں کا ادب کرنے کو بت پرستی کہتے ہیں:

''پاس آدابِ قبورِ صالحین (یعنی بزرگوں کی قبور کا ادب کرنے) کو وہابیہ بُت پرستی

خودی نے دی ہے اذاں لاالہ الا اللہ
خودی کا نور نشاں لا الہ الا اللہ
خودی سے خود ہے عیاں لاالہ الا اللہ

"خودی کا سِرِّ نہاں لاالہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لاالہ الا اللہ"

وقار و عزت و تکریم کی تلاش میں ہے
کسی وسیلۂ ترحیم کی تلاش میں ہے
دوبارہ پھر اُسی تعظیم کی تلاش میں ہے

"یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لاالہ الا اللہ"

بسایا سر میں نشاط و سرور کا سودا
عجیب تو نے کیا رنگ و نور کا سودا
دکانِ جہل پہ علم و شعور کا سودا؟

"کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں لاالہ الا اللہ"

نظر ستاروں پہ رکھ کے جو ڈالتے تھے کمند
تھا چرخ منزلِ مقصود، ارادے جن کے بلند
صد حیف! آج مگر اُن کو فقط آئے پسند

"یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الہ الا اللہ"

202

ہے رزمِ کذب وصداقت میں کشمکش جاری
اُدھر ہے لشکرِ اعدا کی پوری تیاری
اِدھر مجاہدِ ملت کی مت گئی ماری

"خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لاالہ الا اللہ"

یہ نغمہ آپ ہی اک درس، آپ ہی اک پند
یہ نغمہ نفس کا ہر اک مٹادے چھند و فند
یہ نغمہ دیتا ہے بے ساز بھی سدا آنند

"یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ"

چھپی ہوئی ہے جہالت دلوں میں، سینوں میں
خبر ہے عقل کے اندھے ہیں سامعینوں میں
چھٹے گی گردِ کدورت نہ یہ مہینوں میں

"اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الہ الا اللہ"

تضمین نگار
ابوالمیز اب محمداویس آبؔ رضوی
کراچی/پاکستان

202

بتاتے ہیں حالانکہ ہمارے اگلے علمائے حقانی لکھتے آئے ہیں کہ مقبور کے ساتھ مانند اُس پاس اور لحاظ کے پیش آنا چاہیے جیسے اُس کی حیات میں پیش آنا ہوتا"۔(تنقیح العبادات صفحہ ۳۶ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

بزرگانِ دین کی قبر کے قریب مسجد بنانے کا ثبوت اور وہابیہ کا رد:

"جو وہابیہ طعنہ دیا کرتے ہیں کہ اکثر مشائخ ہند میں ہوتا رہا ہے کہ مسجد کے پاس مقبرہ یا مقبرہ کے پاس مسجد بنائی جاتی ہے اس کو وہابیہ کہتے ہیں کہ عین قبرستان میں نماز پڑھنا ہے اور یہ نہیں دیکھتے کہ جہاں سے اسلام نکلا ہے وہاں سے یہی چلا آیا ہے کہ مسجدِ نبوی اور مرقدِ مصطفوی سی علی صاحبہا الصلاۃ و السلام اور اُس کے ساتھ حضرت صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما کی قبر ایک ہی جگہ بنی ہے، از اں جملہ تعظیم تبرکات کی کہ اُس کو بھی وہابیہ شرک فی العبادت اور بت پرستی کہتے ہیں حالانکہ قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ وہ صندوق جس میں تبرکات حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے رکھے رہتے تھے ایسا متبرک اور واجب التعظیم تھا کہ فرشتے اُسے اُٹھایا کرتے تھے پس حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ و السلام کے تبرکات بطریقِ اولیٰ واجب التعظیم ٹھہرے"۔(تنقیح العبادات صفحہ ۳۹، ۴۰ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

وہابیہ شاہ ولی اللہ کو اپنا پیشوا تو کہتے ہیں لیکن در اصل اُن کے مخالف ہیں:

"جن علمائے ہند کو وہابیہ اپنا مقتدا جانتے ہیں یعنی خاندان شاہ ولی اللہ صاحب کا سو اُن کے والد کے وقت سے اُن کے بعض پوتوں تک مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اور اپنے پیروں کا عرس باستثناء گانے کے کیا کرتے تھے اور اُسکو بہتر جانا کرتے تھے یعنی تعینِ تاریخ کرتے تھے"۔(تنقیح العبادات صفحہ ۴۵ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی عرس منعقد کرنے کو اچھا جانتے تھے:

202

''اور شیخ عبدالحق دہلوی نے کہ اُن کو بھی وہابیہ مغربی مانتے ہیں تعیّنِ عرس کا استحسان اپنے پیر سے نقل کر کے اُس کو بدعت ہونے سے خارج ٹھہرایا ہے''۔(تنقیح العبادات صفحہ ۴۶ مطبوعہ اردو پریس، علی گڑھ)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے اعلیٰ حضرت سے بُغض کا روشن ثبوت:

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی کی کتاب ''الاستفسار'' اپنے مقدمہ اور اہتمام سے شائع کروائی، اس کتاب میں حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی ''نبی'' کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''نبی کے معنی ہیں غیب کی خبر دینے والا'' (کتاب الاستفسار صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ دارالمعارف، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

نبی کے اس ترجمہ کی وجہ سے ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کو حضرت مولانا آلِ حسن موہانی پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ ''نبی'' کا یہی ترجمہ سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت علامہ مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت کی طرف سے کیا گیا نبی کا یہ ترجمہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی صاحب سے ہضم نہ ہوسکا اور ڈاکٹر صاحب نے (دیوبندی مذہب کا دوہرا معیار برقرار رکھتے ہوئے) اس ترجمہ کو ''مقامِ نبوت سے انحراف'' قرار دیتے ہوئے لکھ دیا:

''مولانا احمد رضا خان نے قرآن کریم کے ترجمہ میں نبی کے معنی غیب کی خبریں دینے والے کئے ہیں۔'' (مطالعۂ بریلویت جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ دارالمعارف اردو بازار لاہور، ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ حافظی بک ڈپو، دیوبند)

اس کے کچھ سطر بعد یہی معاند ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

202

''مولانا احمد رضا خان نے لفظ نبی کا عام ترجمہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ نبوت سے کھلے بندوں انحراف کیا ہے۔'' (مطالعۂ بریلویت جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ دارالمعارف اردو بازار لاہور، ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ حافظی بک ڈپو، دیوبند)

ان اقتباسات سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ''نبی'' کے معنیٰ ''غیب بتانے والے'' کرنے سے ڈاکٹر خالد دیوبندی صاحب کو کس قدر تکلیف ہے، لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے مولانا آلِ حسن موہانی کی جو کتاب ''الاستفسار'' اپنے مقدمے اور حواشی کے ساتھ شائع کروائی ہے، اس میں بھی ''نبی'' کا یہی معنیٰ لکھا ہے، اس کے مقدمہ یا حاشیہ میں انہوں نے یہ کیوں نہیں لکھا کہ ''مولانا آلِ حسن موہانی نے ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبر دینے والا'' کر کے مقامِ نبوت سے کھلے بندوں انحراف کیا ہے'' جب دونوں کا ترجمہ ایک جیسا ہے تو صرف اعلیٰ حضرت پر ہی اعتراض کیوں؟، دیوبندی دھرم کے یہی دوہرے معیار ہیں جن کی وجہ سے یہ ہر جگہ خفت اُٹھاتے ہیں۔ (راقم کے پاس دیوبندی علماء کے ایسے حوالہ جات محفوظ ہیں جن میں انہوں نے بھی ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبریں دینے والا'' کیا ہے)۔ قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ مولانا آلِ حسن موہانی کی کتب سے پیش کیے گئے یہ وہابیت شکن اقتباسات عقائدِ وہابیہ دیوبندیہ کے سخت خلاف ہیں، مولانا آلِ حسن موہانی کے ان وہابیت شکن نظریات کا علم ہونے کے باوجود ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے مولانا آلِ حسن موہانی کے عقائد کی تعریف کی اور ان کے عقائد کو اہلِ سنت کے اجماعی عقائد تسلیم کیا جو کہ دراصل ان کی اپنی تردید ہے۔ قارئین حیران ہوں گے کہ پھر ڈاکٹر صاحب نے اپنی تردید کرتے ہوئے ایسا کیوں لکھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ تقیہ دیوبندی مذہب کا اہم طریقۂ واردات ہے جس سے کام لیتے ہوئے ڈاکٹر خالد محمود

202

دیوبندی صاحب نے مولانا آلِ حسن موہانی کے عقائد کو ''مسلمانوں کے اجماعی عقائد'' اور ''بحیثیت مجمع النورین اسلامی نظریہ فکر کے گرد حفاظت کے عظیم پہرے'' تسلیم کیا ہے۔ جو شخص دیوبندیت سے اچھی طرح واقف ہے اسے دیوبندیوں کے اس طریقہ واردات کا بخوبی علم ہے اس لیے ڈاکٹر صاحب سے اس فعل کا صادر ہونا عجیب بات نہیں۔ یہ دیوبندی جہاں خود پھنس جائیں یا ان کو سادہ لوح سنی عوام کو اپنے جال میں پھنسانا منظور ہو وہاں یہ اپنے عقائد کو چھپا کر تقیہ کر لیتے ہیں، ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ''کان پور'' گئے، تو انہوں نے وہاں اہلِ سنت کے ساتھ مجالسِ میلاد و قیام میں شرکت شروع کر دی، اس بات کی اطلاع جب مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب کو ملی تو انہوں نے تھانوی صاحب سے وضاحت طلب کی، تھانوی صاحب نے اس کا جواب دیا:

''وہاں بدون شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے'' (تذکرۃ الرشید جلد اوّل صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور۔ سیف یمانی صفحہ ۳۰ مطبوعہ مدنی کتب خانہ، نور مارکیٹ، اردو بازار، گوجرانوالہ)

دیوبندیوں کی تقیہ بازی کی تفصیل کے لیے امام المناظرین شیر بیشہ اہلِ سنت ابوالفتح حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ قاری محمد حشمت علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ''رادالمہند''، ''الصولۃ الاحدیہ علی تقیۃ حزب التھانویہ'' اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مصطفی رضا خان نوری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''وہابیہ کی تقیہ بازی'' ملاحظہ فرمائیں، دیوبندیوں کی منافقت اور تقیہ بازی کے بیان پر مشتمل راقم کا ایک مقالہ بھی زیرِ ترتیب ہے۔ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی اس کاروائی کا مقصد ردِ عیسائیت میں عظیم خدمات سرانجام دینے والے عالمِ اہلِ سنت حضرت مولانا آلِ حسن موہانی کو اپنے

202

کھاتے (فرقے) میں ظاہر کرنا ہے۔جس میں وہ یقیناً کامیاب نہیں ہوسکے۔

(۵) حضرت مولانا آلِ حسن موہانی کا عقیدہ کہ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ نہ تھا:

حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی ''مولدِ مصطفوی'' میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نور ہونا اور آپ کا سایہ نہ ہونا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آدمی ہوتا تو اس ماہ کا سایہ ہوتا

جس کے سایہ نہ ہو وہ نورِ خدا ہے بہ خدا

(مولدِ مصطفوی، صفحہ ۲۴، مطبوعہ اُردو پریس، واقع علی گڑھ)

دیوبندیوں سے مخلصانہ سوال

کیا تمہارے نزدیک خلافِ واقع بات پر قدرت اور خبر کے خلاف قدرت، دونوں ایک ہی چیز ہے؟

اگر ہاں۔۔۔تو دلائل سے دونوں کا مفہوماً یکساں ہونا ثابت کریں۔

اگر نہیں۔۔۔تو خلافِ واقع بات (یعنی کذب) پر قدرت کا دعویٰ کر کے بطورِ دلیل خلافِ خبر قدرت (یعنی مغفرتِ مشرکین وتعذیبِ مطیع) کو پیش کرنا، کہاں کی عقلمندی ہے؟؟؟

تنبیہ: جواب دینے کے لئے صرف وہی دیوبندی حضرات قلم اُٹھائیں جو اس مسئلہ کی اصطلاحات اور فریقین کے دلائل سے کلی طور پر آگاہ ہوں۔گالی باز، متعصب قسم کے دیوبندی اس سوال کا جواب دینے کی زحمت گوارہ نہ کریں۔

نوٹ: اگر کوئی مُنصِف دیوبندی ہمارے اس سوال پر غیر جانبدار ہو کر غور وفکر کرے، تو غالب گمان یہی ہے کہ وہ مسئلہ امکانِ کذب پر اہلِ دیوبند کی تائید کرنا چھوڑ دے گا

202

عقیدہ نور و بشر (قسط دوئم)

شعیب احمد

سیف دیوبندی نے سب سے پہلے سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی ادھوری عبارت پیش کی ہم پوری عبارت پیش کرتے ہیں:۔

"اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے اِنکار کا پہلو نکلتا ہے۔اس لئے قرآنِ پاک میں جا بجا (جگہ جگہ) انبیاءِ کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور در حقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کُفّار کا دستور ہے۔" (خزائن العرفان صفحہ 5)

اس مکمل عبارت سے یہ بات واضح ہوا کہ صرف بشر بشر کہہ کر پکارنا طریقہ کفار ہے اور ایسا عمل سوءِ ادبی ہے۔ان شاء اللہ آگے ہم اس کی تائید دیوبندی کتب سے کریں گے الغرض یہ جملہ خبر یہ ہے جسے وہابیہ نے فتویٰ گردانتے ہوئے اپنی جہالت کے سبب اعتراض جڑ دیا، جو کہ ہرگز درست نہیں۔

سیف دیوشیطانی کی پیش کی ہوئی دوسری عبارت:

"مفتی احمد یار خان نعیمی" علیہ الرحمہ کی عبارت پیش کرنے میں سیف دیوشیطانی نے سخت خیانت کی ہے پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

202

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری صفات کو مان لینا ایمان نہیں کہ وہ بشر تھے، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ میں قیام فرمایا کھاتے پیتے تھے۔ سیدنا عبداللہ کے فرزند تھے۔ آمنہ خاتون کے لخت جگر نور نظر تھے۔ کیونکہ یہ تو ان کے ظاہری اوصاف ہیں اس کے کفار بھی قائل تھے بلکہ حضور پاک علیہ السلام کے چھپے ہوئے اوصاف کو ماننے کا نام ایمان ہے۔

(تفسیر نعیمی جلد 1 صفحہ 100)

اس مکمل عبارت سے یہ بات ثابت ہوئی مفتی صاحب علیہ الرحمہ یہاں بشریت کے تعلق سے کچھ نہیں فرما رہے ہیں سیف دیوشیطانی بے موقع محل اس بات کو پیش کر کے بقول سرفراز دیو شیطانی پاگل قرار پائے ملاحظہ فرمائیں۔ سرفراز دیوبندی صاحب تحریر کرتے ہیں:

بے موقع اور بے ڈھنگی بات کرنا پاگلوں کا کام ہے۔ (ملفوظات حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صفحہ 344)

تو سیف دیوبندی اپنے ہی نام نہاد امام اہلسنت کے مطابق پاگل ثابت ہو گئے۔ سیف دیوبندی کی پیش کی ہوئی تیسری عبارت ''ابو محمد عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب رشد الایمان کے باب نمبر ۳ کی ہے۔ جس کو پیش کرنے میں سیف دیوبندی نے واضح خیانت سے کام لیا ہے۔ آیئے مکمل عبارت ہم پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ ابو محمد عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'رشد الایمان' میں باب نمبر ۳ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے پر دلائل کے انبار لگائے پھر باب نمبر ۴ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثل بشریت پر دلائل کے انبار لگائے اس کے بعد باب نمبر ۵ میں کفار نے انبیاء علیہ السلام کو اپنے مثل بشر کہا (یعنی بشر کہنا کفار مشرکین کا وتیرہ رہا ہے) اس پر دلائل کے انبار لگائے۔ جب آپ تینوں ابواب کا بغور مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا مصنف علیہ الرحمہ یہاں تحریر کر رہے ہیں نبی کو بشر

202

رب تعالیٰ نے کہا یا خود حضور نے اپنے آپ کو بطور انکساری، تواضع کے لیے کہا۔ یا کفار مشرکین نے اپنی طرح بشر کہا تو اب جو نبی کریم ﷺ کو (اپنی طرح) بشر کہے وہ نہ تو خدا ہے اور نہ ہی نبی لہذا وہ کفار میں ہی داخل ہوا۔ اور ہم نے اپنے اس عقیدے کی وضاحت شروع میں کر دی ہے کہ ہم حضور ﷺ کے لیے بے مثل بشریت مانتے ہیں سیف دیوبندی کی پیش کی ہوئی چوتھی عبارت ابلیس نے آدم علیہ السلام کے ڈبل توہین کی آپ کو بشر کہا پھر خاکی کہا۔ اس کا بھی وہی مفہوم ہے جو ہم بیان کر آئے ہیں اب ان عبارات کی تائید دیوبندی کتب سے ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

"انبیا کو اعتقاداً بشر ماننا اور اظہار عقیدت میں انہیں بشر کہنا یہ ایک پیرایہ (طرز، ڈھنگ) بیان ہے۔ دوسرے انہیں بشر کہہ کر بلانا یہ دوسرا پیرایہ (طرز، ڈھنگ) ہے، جب کسی کو بلانا ہو تو اس کو اس کی امتیازی شان سے بلایا جاتا ہے ذات کے درجے سے نہیں، سو اگر کسی نے پیغمبر کو بشر کہہ کر یا آدمی کہہ کر بلایا تو انہیں اس طرح بشر کہنا واقعی بے ادبی کا ایک پیرایہ (طرز، ڈھنگ) ہے۔" (مطالعہ بریلویت جلد، 5 صفحہ، 245)

مولوی ادریس کاندھلوی صاحب کے سوانح میں ہے:

"بعض لوگ نور و بشر کے جھگڑے میں پڑے رہتے ہیں۔ یہ نازک مقام ہے کسی وقت بے ادبی سے بشر کہہ دیا تو پیغمبر کی تنقیص لازم آئے گی۔ جس سے ایمان سلب ہونے کا اندیشہ ہے۔" (تذکرۃ ادریس کاندھلوی صفحہ 163)

ایسے ہی دیوبندی ترجمان لکھتا ہے:

"تو جبکہ انبیاء کو صرف بشر ہی سمجھتا ہے سمجھ لے کہ یہ ابلیس کی میراث ہے۔ یعنی انبیاء مابہ الاشتراک بشریت پر نظر کرنا اور ان کے مابہ الامتیاز سے انکار کرنا کفر ہے۔" (تذکرۃ

202

القرآن والخبر صفحہ 131)

اکرم اعوان دیوبندی رقم طراز ہیں:۔

بشر کہنے والا اپنے طرح بشر نہ کہے جو عام بشریت کے لئے بھی ننگ و عار ہے اور فخر بشریت ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نور و بشر کی حقیقت ص ۱۰)

ان حوالہ جات سے ثابت ہو گیا صرف بشر کہنا درست نہیں، اور یہ انکار بشریت کو مستلزم نہیں۔ سیف دیوبندی صاحب ہمارے تمام اکابرین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کو مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامل و افضل البشر تسلیم کرتے ہیں حتیٰ کہ آپ کی بشریت کا مطلقاً انکار کرنے والا ہمارے اکابرین کے نزدیک کافر ہے۔

''علمائے اہلسنت'' اور سیدی ''اعلیٰ حضرت'' امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مقامات پر اس بات کی صراحت کی ہے۔ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا مطلقاً انکار کفر ہے۔ چنانچہ فتاوٰی رضویہ شریف میں آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت ظاہر بشری ہے حقیقت باطنی بشریت سے ارفع واعلیٰ ہے یا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوروں کی مثل بشر نہیں۔ وہ سچ کہتا ہے اور جو مطلقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے۔

قال تعالیٰ قل سبحٰن ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔

(فتاوی رضویہ جلد 15, صفحہ 356)

تمہارے ''اکابرین نے بھی تسلیم کیا ہے (اہل سنت بریلوی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کے قائل ہیں'' چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ابوایوب دیوبندی صاحب تحریر کرتے ہیں:

''ظاہر ہے بریلوی حضرت نبی اکرم کی بشریت کا میلاد مناتے ہیں۔'' (500

202

باادب سوالات،صفحہ،53)

مولوی مختار الدین دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ بریلوی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کے قائل ہیں۔'(راہ محبت،صفحہ،34)

آگے لکھتے ہیں

''اس طرح بعض بریلوی علما نبی اکرم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔تو ایسے الزامات لگانا ان کے ساتھ بہت زیادتی اور ظلم ہے۔''(راہ محبت،صفحہ،40)

دیوبندیوں کے امام اہلسنت مولوی سرفراز تحریر کرتے ہیں:

''بلاشک اکثر بریلوی صاحبان جملہ حضرات انبیا کرام کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو جنس اور نوع کے لحاظ سے بشر آدمی اور انسان ہی تسلیم کرتے ہیں۔''(اتمام البرہان حصہ سوئم،صفحہ،2)

مولوی فردوس قصوری صاحب تحریر کرتے ہیں:

''البتہ مسئلہ اور درجہ کے عقیدہ میں بریلوی علماء کی کتابیں بھی گواہ ہیں کہ رسول اللہ بشر ہیں۔''(چراغ سنت،صفحہ،29)

مولوی احمد ممتاز صاحب تحریر کرتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت سب انبیاء کرام کو جنس بشر ہی میں سمجھتے تھے۔''(پانچ مسائل،صفحہ، 46)

ہمارے نور و بشر کے عقیدے میں ہرگز تضاد نہیں بشریت,ماننے سے نور کا انکار نہیں ہوتا۔اور نور ماننے سے بشریت پر فرق نہیں آتا۔قدرِ وضاحت اوپر گزر چکی ہے یہاں آپ کے اکابرین کے چند حوالے پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

202
آپ کے محدثِ کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم مولوی فرید دیوبندی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''پیغمبر علیہ السلام نور بھی ہیں بشر بھی ہیں۔قرآن کریم میں اس پر تصریح ہوئی ہے۔ (فتاویٰ فریدیہ جلد1 صفحہ 456)

مولوی یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی یہی قرآن کریم کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ وتابعین کا اور اکابر اہل سنت کا عقیدہ ہے۔'(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد1 صفحہ 61)

مولوی یوسف دیوبندی ایک اور مقام پر تحریر کرتے ہیں:

''اگر زید اپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے نور ہونے کا بھی قائل ہے تو اس کا موقف بھی صحیح ہے اور اگر بشریت اور نورانیت میں تضاد سمجھتا ہے تو اس کا موقف غلط ہے۔''(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد1 صفحہ 99)

فتاویٰ ریاض العلوم میں ہے:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہونا تو یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بشر ہونے کے منافی نہیں ہے۔(فتاویٰ ریاض العلوم جلد1 صفحہ 99)

سیف دیوبندی صاحب میں نے تمہارے دجل (جو تم نے تضاد بنا کر پیش کیا تھا) اس کی کافی وضاحت کرتے ہوئے مسکت جواب دے دیا' آئندہ سے اپنے اکابرین کو پڑھ کر کوئی اعتراض وارد کرنا۔آپ نے آگے پھر چند عبارت پیش کی جس کے اندر حضور کو بشر کہا گیا۔جس کا مدلل ,مسکت ,جواب دیا جاچکا ہے (جاری ہے۔۔)

202

اکابر سے بغاوت کے دفاع کا جائزہ

(جاوید خان)

قارئین کرام! آپ جانتے ہیں کہ اہل سنت کی جانب سے ایک برقی شمارہ "ضرب اہل سنت" کے نام سے لکھا گیا جس سے اسماعیلی احمدی وہابی دیوبندیوں کو بہت تکلیف ہوئی دیوبندی وہابیوں کی عزت بچانے کے لیے ایک دیوبندی وہابی جنفی محمد عمر نامی شخص ظاہر ہوا اور اس نے ضرب اہل سنت کے رد میں صرف ۱۶ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ لکھا اور دیوبندی وہابیوں میں کانارا جا بننے کی کوشش کی محمد عمر اسماعیلی احمدی وہابی دیوبندی نے امام شاطبی کے حوالے سے بیان کیا کہ ہر بدعتی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ صرف وہی سنی ہے اور جو اس کے مخالفت کرے وہ سنی نہیں یہی حال ان وہابی دیوبندیوں کا ہے یہ خود پکے بدعتی ہے لیکن جو دکو سنی کہتے تھکتے نہیں وہابی دیوبندی خود اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعتی دیوبندی وہابی انور حسین گودھروی نے لکھا ہے کہ

جو قول فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے ثابت نہ ہو تو اس کا کرنا بدعت ہے کیونکہ اگر وہ کام اچھا ہوتا تو ضرور حضرات صحابہ کرام تم سے پہلے اس کام کو کرتے (آئینہ بریلویت ص: ۱۲۷)

202

اب دیوبندی وہابی جنفی محمد عمر سے سوال ہے کہ یہ کام جو تم نے کتابی شکل میں کیا ہے یہ اچھا ہے کہ نہیں؟ اگر اچھا تسلیم کرتے ہیں تو اسی اصول سے بدعتی و گمراہ ٹھہرا اور اگر باطل و مردود سمجھتے ہیں تب بھی اسی طرح دیوبندی وہابیوں کے سرفراز صفدر لکھتے ہیں" کہ دین وہی ہے جو ان حضرات (خیر القرون) سے ثابت ہوا ہے" (درود شریف پڑھنے کا صحیح طریقہ، ص٦)

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ

جو کچھ انہوں (نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، اہل خیر القرون) نے فعلا یا ترکا کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی (راہ سنت: باب ہفتم ص ١٦٠)

اور علماء وہابیہ اسماعیلی احمدی کے جسٹس محمد تقی عثمانی صاحب کہتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے کوئی کتاب ہی نہیں لکھی (بدعت ایک گمراہی، ص ٢٩)

تو معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کوئی کتاب نہیں لکھی تو اصول دیوبند کے مطابق دین" کتاب نہ لکھنا" ہے اور اس کے برعکس عمل یعنی کوئی کتاب لکھنا بے دینی و بدعت ٹھہرا تو اس اصول سے بھی دیوبندی وہابی عمر جنفی بدعتی و بے دین ٹھہرا کیونکہ اس نے ایسا کام کیا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے نہیں کیا قارئین کرام! اس بدعتی نے ہم اہل سنت پر الزام لگایا کہ یہ اہل سنت بدعتی ہے مگر آیئے ہم آپ کو ان دیوبندی وہابیوں کی گھر سے ثبوت پیش کرتے ہیں دیوبندی وہابیوں کے ٦١٦ علماء کی مصدقہ کتاب میں لکھا ہے: اہل دیوبند یا جماعت رضوی یہ سب اہل سنت و جماعت احناف سے ہیں (قہر آسمانی فرقہ رضا خانی، ص ١١٩) اسی طرح دیوبندی وہابی کے قاضی مظہر صاحب لکھتے ہیں دیوبندی اور بریلوی کی نسبتیں دیوبند اور بریلی کے دینی مدارس کی بناء پر ہیں جو مذہب اہل السنہ والجماعہ کے دو مختلف مکتب فکر ہیں (اتحادی فتنہ، ص ١١-١٢) اب ہم اس عمر دیوبندی وہابی کو کہتے ہیں کہ تو سچا ہے یا تیرے یہ دیوبندی وہابی

202

علماء اور جھوٹوں کے متعلق وہابی تھانوی صاحب کا بیان بھی دیکھ لیں اشرف علی تھانوی صاحب کہتے ہیں" مجھے تو جھوٹ سے بڑی ہی نفرت ہے اور کاذب سے نفرت ہونا بھی چاہیے، اس لیے کہ اس سے تو کچھ امید نہیں کہ کب دھوکہ دے" (ملفوظات حکیم الامت خلد ۲، ص ۲۷) قارئین کرام! ہم نے ان وہابی دیوبندیوں کا بدعتی ہونا انکے اپنے اصول وقواعد کے مطابق ثابت کر دیا اور اس وہابی دیوبندی جنفی محمد عمر کا جھوٹا ہونا بھی ثابت کیا ہم آپ سے کہتے ہیں بقول تھانوی صاحب ان کذابوں اور دھوکے بازوں سے نفرت کرے کہیں یہ آپ کو گمراہ نہ کر دے۔ہم نے" ضرب اہل سنت" میں ایک مضمون یہ بھی شامل کیا تھا کہ اکابرین دیوبند کے باغی دیوبندی" جس میں ہم تھانوی صاحب اور رشید احمد گنگوہی کے حوالے سے گفتگو کی تھی اس وہابی دیوبندی کو چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے ہمارے اعتراض کو سمجھتا پھر جواب لکھنے کی کوشش کرتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا تھانوی صاحب کے حوالے کے جواب میں یہ کہہ دیا کہ مفتی نجیب اللہ کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔ہم نے یہ ثابت تھا کہ دیوبندی اپنے اکابر کے باغی ہیں کیونکہ آج کل کے وہابی دیوبندیوں نے امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بکواس کرنا شروع کر دیا اس پر ہم نے یہ کہا تھا کہ تھانوی صاحب جن کا پاؤں سدھو کر پانی پینا اخروی نجات کا سبب ہے بقول دیوبندیوں کے تو تھانوی صاحب کے نقش قدم پر چلتے مگر دیوبندیوں نے ایسا نہیں کیا نجات کو حاصل نہیں کیا گمراہ وضلالت کو اختیار کیا مگر تھانوی صاحب کی نہیں مانی اسکا جواب اس دیوبندی وہابی جنفی سے بالکل بھی نہیں بنا بس اس نے جان چھڑانے کے لئے حامد حسین قریشی صاحب کا ایک اصول پیش کر کے آگے نکل گیا اور ہمارے دوسرے حوالے کا جواب جو ہم نے جناب گنگوہی صاحب کا حوالہ پیش کیا تھا اسے اس نے ٹچ بھی نہیں کیا۔قارئین! آپ خود اس کے رسالے میں یہ دیکھ سکتے ہیں اب ایسے جواب کے بارے میں دیوبندیوں کے امام اہلسنت کیا کہتے ہیں وہ سماعت

202

فرمائیں دیوبندی وہابیوں کے امام سرفراز خان صفدر کے لکھتے ہیں کسی کتاب کی تردید کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ کتاب کے ایک آدھ حوالے کو لے کر اس پر کچھ لکھ کر باقی حوالوں سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے آدمی آگے چل دے اور نادانی سے یہ سمجھ بیٹھے اور عوام کو یہ سمجھانے کے درپے ہو کہ فلاں کتاب کا جواب ہو گیا ہے (اتمام البرہان، ص ۱۹) دیکھ رہے ہیں آپ یہ ہے اس کبوتر کی نادانی جس کو یہ جواب سمجھ کر بیٹھ گیا ہے۔ ایک مقام پر یہی وہابی دیوبندی سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں تنقید متین کی تردید میں یہ وتیرہ اختیار کیا ہے کہ ایک آدھ حوالے لیا اور اس کا بزعم خویش رد کر کے باقی صریح اور محکم حوالوں سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے آگے نکل گئے ہیں کیونکہ عوام الناس نہ تو اصل حقیقت سے باخبر ہوتے ہیں اور نہ انہوں نے اصل کتاب دیکھی ہوتی ہے وہ تو ایک آدھ پھبتی سن کر خوش ہو جائے گے کہ واہ واہ ہماری جماعت کے محقق نے کمال ہی کر دیا ہے کیسا جواب دیا اور وہابیوں کو کیسی کیسی بے نقط سنائی ہیں؟ بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے یا تو مولف مذکور کی اصل عبارت پوری نقل کی ہے یا اس کا ایسا خلاصہ عرض کیا ہے جس میں ان کی گرفت کا کوئی پہلو نہ چھوٹا ہو اور پھر اسکا رد کیا ہے تا کہ پڑھنے والے بخوبی بیک وقت طرفین کی باتیں ملاحظہ کر لیں کہ انہوں نے کیا کہا اور انہوں نے کیا کہا؟ (اتمام البرہان، ص ۱۶۱) قارئین یہ وہ آخری تیر ہے جو اس نادان کبوتر کا شکار کرنے کے لیے کافی ہے اس کے اپنے امام نے اسکا شکار کر دیا۔ ہم نے اس کے جھوٹ کا تفصیل سے رد کیا ہے اگر اس وہابی دیوبندی جنتی کو جواب دینے کا شوق چڑھا تو ہماری باتوں کا بھی تفصیل سے جواب دیا جائے اس طرح بقول سرفراز خان صفدر نادان کبوتر کی طرح حرکت نہ کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک حق اہل سنت و جماعت جس کو آج پہچان کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے اس پر مضبوطی سے قائم رکھے اور اسی پر خاتمہ بالخیر عطا فرمائیں آمین

202

منصبِ دیوبندیت (قسط اول دیوبند و ہنود)

ابوالہمّام محمد فاروقی مجدّدی

کچھ لوگ خود کو دیوبندی کہنا نہ صرف پسند کرتے ہیں بلکہ اس پر ناز بھی کرتے ہیں اور اس منصبِ دیوبندیت پر فخر محسوس کرتے ہیں آیئے دیوبندی تاریخ کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ دیوبند ہے کیا؟

اور دارالعلوم دیوبند میں چولی دامن کا ساتھ ہے دارالعلوم کا دیوبند سے گہرا تعلق اور رابطہ ہے۔دیوبند کی تاریخ دارالعلوم کے مجدو شرف کا ایک حصہ ہے۔"

مکمل تاریخ دارالعلوم دیوبند، جلد اول صفحہ 129

دیکھیئے دیوبند کی تاریخ کو دارالعلوم دیوبند کے مجدو شرف کا حصہ قرار دے کر چولی دامن کا ساتھ قرار دیا گیا ہے......اسی منصبِ دیوبندیت کو سمجھنے کے لئے لئے دیوبند کی تاریخ کا سمجھنا بھی ضروری ہے......

یہ نام دیوی اور بن سے مرکب ہو کر بنا ہے پہلے دیوبن بولا جاتا تھا۔پھر کثرت استعمال سے دیبن بولا جانے لگا۔بعدازاں تصرف متکلمین سے دیوبند نام ہو گیا۔"

مکمل تاریخ دارالعلوم دیوبند، جلد اول صفحہ 129

حامد میاں لکھتے ہیں

"میں نے رشتہ داروں سے دیوی بن نام بھی سنا ہے۔وہ یہ کہتے تھے کہ اس کا مسجع و مقفی نام یہ ہے دیوی بن برلبِ دریائے گنگ۔"

202

الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر، صفحہ 730

میاں اصغر حسین دیوبندی لکھتے ہیں

"معتبر لوگوں سے یہ منقول ہے کہ تمام ہندوستان کی طرح اس نواح میں بھی ہنود بت پرست آباد تھے. بتوں اور دیبیوں کی کثرت نے اس کو دیبی بن سے مشہور کرایا اور تصرفِ متکلمین سے ابتدا میں دیبن اور رفتہ رفتہ دیوبند کہلایا."

حیات شیخ الہند، صفحہ 12

قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے صد سالہ اجلاس دارالعلوم دیوبند کے خطبہ استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

"یہ بستی برادران وطن کی ایک زبردست تیرتھ گاہ ہونے کی وجہ سے جو دیوی کنڈ کے نام سے معروف ہے اور اس پر آج سالانہ میلہ لگتا ہے مرکزیت کی حامل ہے، اس دیوی کنڈ ہی کے نام پر اس بستی کا قدیم نام دیبی بن تھا جو کثرت استعمال سے دیوبند کے نام سے مشہور ہو گیا"

مکمل تاریخ دارالعلوم دیوبند، جلد اول صفحہ 10

جب بھی دیوی کی بات آتی ہے تو ہندو مشرکین کی طرف خیال جاتا ہے. اب دیوبندی نسبت و منصب آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے.......

جیسا کہ اصغر حسین دیوبندی میاں نے بتوں اور دیبیوں کی کثرت کو وجہ نام بتایا ہے.......

قاری طیب صاحب نے تیرتھ گاہ کے طور پر اس کا تعارف پیش کر کے ہندوؤں کی مقدس جائے یاترا اسکا ذکر کیا.......

حامد میاں نے دیوی بن برلبِ دریائے گنگ کا ذکر کر کے گنگا کیلئے ہندوؤں کی تقدس کو بھی یاد کیا اور یہی نہیں بلکہ دیوبندی اکابر بھی گنگا و جمنا بابرکت سمجھتے ہیں جیسا کہ مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں کہ

202
یہی نہیں کہ ہندوستان کے دونوں بابرکت دریا گنگا و جمنا پہاڑ سے اتر کر اسی سرزمین کی مٹی کو چومتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں"

سوانح قاسمی جلد اول صفحہ 49

مناظر احسن گیلانی بھی گنگا جمنا کو بابرکت سمجھتا ہے...... اور اسی برکت کی نسبت سے دیوبندی منصب کو بھی دیوبندیت کے ہاں قابل فخر سمجھا جاتا ہے۔ اب جو حضرات محض دینی جنون کی وجہ سے خود کو دیوبندی کہتے ہیں وہ ہندو مذہب کی نسبت پر بھی غور کریں کہ اس نسبت کا مجد و شرف کس مذہب سے ملتا ہے...... رہی یہ بات کہ دارالعلوم دیوبند کی بات اس کے بارے میں تفصیل آگے بیان ہوگی کہ اس مدرسہ کو دیوبند سے کیوں جوڑا گیا.......

جاری ہے.......

202

ضرب اہلسنت پہ اعتراضات کا جائزہ

قارئین! اہلسنت کی جانب سے طبقہ وہابیہ غرابیہ بدعتی دیوبندی حضرات کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے ایک مجلہ کا اجراء کیا گیا، جس میں دیگر فتنوں کے ساتھ اس فتنہ کی خصوصی تردید کی جائے گی، پہلے شمارے نے ہی اس طبقہ میں کھلبلی مچادی اور ایک تقیہ باز نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے مگر حقیقت میں جواب کے نام پہ بقول مونگیری صاحب بک بک کی ہے، جس کا ہمیں نقصان نہیں[1]۔ یہی بات سرفراز نے لکھی ہے کہ چند حوالہ جات کو لیکر کچھ بھی بک کر باقی حوالہ جات سے نظرے چرانا جواب ہرگز نہیں[2]۔ اب ہم اس تقیہ باز[3] کے اعتراضات کے جواب عرض کئے دیتے ہیں تا کہ اتمام حجت ہو، جیسا کہ خود اس تقیہ باز دیوبندی نے لکھا ہے[4]۔ موصوف کو اس بات پہ اعتراض ہے کہ ہم نے رسالہ کو اہلسنت کے قلب سے کیوں موسوم کیا، جبکہ دیوبندی خود ہمیں اہلسنت تسلیم کرتے ہیں۔ دیوبندی تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ

''اس وقت اہلِ سنّت ان مکاتب فکر کے مجموعہ سے عبارت ہے جو

---

[1] امر الیقین ص2

[2] اتمام البرھان ص166

[3] ویسے یہ تقیہ بازی ان کا خاصہ ہے، جب ان کے اکابرین اس خصلت سے مملو نظر آئیں گے، تو انہوں نے تو آنا ہی ہے۔ جس کی سب سے روشن مثال تھانوی صاحب کی تقیہ بازی ہے۔

[4] سکرین شاٹ محفوظ ہے۔

202

دیوبندی، بریلوی اوراہل حدیث کے ناموں سے معروف ہیں“

(حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق ص ۲۷۶)

دیوبندی مہر محمد میانوالوی لکھتے ہیں کہ

”ورنہ کوئی سنی بریلوی یا دیوبندی یہ نہیں کہتا کہ خدا یہ کام کرتا ہے یا کرے گا۔“ (ہم سنی کیوں ہیں ص ا، مرحبا اکیڈمی)

خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں:۔

”ورنہ اہلِ سنّت میں بریلوی اکابر ہرگز بشریت کے منکر نہیں تھے۔“

(عبقات ج ا ص ۶۱)

ساجد خان اتلوی لکھتے ہیں:۔

”اس وقت برصغیر پاک و ہند میں اہل السنت والجماعت سے تعلق رکھنے والے دو بڑے نظریاتی مسلک ہیں، ایک علماء دیوبند کا اور دوسرا علماء بریلی کا۔“ (گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حثیت ص183)

اعظم طارق رقم طراز ہیں:۔

سپاہ صحابہ پاکستان ملک کی وہ دینی تنظیم ہے۔جس نے چند سال کی مدت میں اہلسنت کے تمام مکاتب فکر میں وحدت و یگانگت، اتحاد و اتفاق کا اتصال قائم کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ بریلوی، دیوبندی اہلحدیث کے مابین پیدا ہونے والے فروعی اختلافات کو بڑی حد تک اس جماعت نے ختم کر کے اہلسنت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا ہے (ممبران پارلیمنٹ کے نام ص1)

علی شیر حیدری صاحب کے حالات میں موجود ہے:۔

تو علامہ حیدری نے کہا کہ صرف دیوبندی مکتبہ فکر نے نہیں بلکہ اہلسنت کے تمام مکاتب فکر کا

202

یہ فتویٰ ہے حتیٰ کہ بریلوی مکتبہ فکر کے قائد اور پیشوا علامہ احمد رضا خان بریلوی نے اپنی مشہور کتاب فتاویٰ رضویہ میں دشمنان صحابہ کو واشگاف الفاظ میں کافر مرتد اور واجب القتل کہا ہے (خطبات حیدری ج1 ص27)

ہم اس جگہ حوالہ جات کا انبار لگا سکتے ہیں، سرِ دست ہم انہی حوالہ جات پہ اکتفاء کرتے ہیں، اب جہاں تک یہ بات کہ بدعتی خود کو سنی کہتے ہیں تو یہ بات ان دیوبندی وہابی غرابی حضرات پہ فٹ بیٹھتی ہے، کیونکہ ان کا بدعتی ہونا ہمارے مضمون نگار نے ان کے گھر سے ثابت کیا تھا۔

اس کے بعد موصوف لکھتے ہیں کہ رسالہ ہذا میں پرانی فریب کاریاں تھیں، سرِ دست اتنا ہی عرض ہے کہ خود علماء دیوبند نے بڑی وضاحت سے رقم کیا ہے کہ پرانے حوالہ جات کو نئے ترتیب سے لکھا جا سکتا ہے اور یہ قابل اعتراض بات نہیں[1]، لہذا اگر کسی مضمون نگار کے قلم نے کوئی پرانا حوالہ رقم کیا بھی ہے تو قابل اعتراض نہیں۔ اس کے بعد جناب نے رسالہ کے مقصد پہ اعتراض کیا اور کہا کہ اس کا مقصد انتشار پھیلانا ہے جبکہ عرض ہے کہ انتشار پھیلانے کا آغاز دیوبندی حضرات نے ہی کیا ہے، جس پہ تاریخ کے اوراق شہادت دیتے نظر آتے ہین، تفصیل کے شائق حضرات قبلہ علامہ مولانا ابو حامد رضوی صاحب، علامہ اختر رضا مصباحی یا جناب محمد ممتاز تیمور صاحب کی کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

الیاس گھمن کے دفاع کا جائزہ

قارئین! ہمارے مضمون نگار نے عنوان ہذا پہ قسط وار لکھنا شروع کیا تھا اور شمارہ اول میں صرف پہلی قسط شائع کی گئی تھی، ہمارے معاندین نے بقیہ اقساط کا انتظار کئے بغیر ہی تنقیدی تبصرے کا آغاز کر دیا ہے، تقی عثمانی لکھتے ہین:۔

---

[1] مرزائیت نئے زاویوں سے ص43-44

202

تنقید کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ جس شخص پر تنقید کی جارہی ہو، پہلے اسے اپنی بات پوری کرنے کا موقع دینا چاہئے (امیر معاویہ اور تاریخی حقائق ص 161)

لہذا! موصوف کو چاہئے تھا کہ صبر کرتے اور تنقید مکمل ہونے کا انتظار کرتے، پھر اس کے بعد موصوف کو اعتراض ہے کہ ان کے خلاف مماتی حضرات کو پیش کیا گیا ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ جناب یہ سب آپ کے اپنے اصول کی روشنی میں کیا گیا ہے، لہذا سیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں اور آپ حضرات اپنے گھر کے اصول وقوانین کی روشنی میں اس کا انکار نہیں کر سکتے، ابوالحسنین ہزاروی لکھتے ہیں:۔

''اب اگر ملت جعفریہ کو یہ شکوہ ہے کہ یہ ذلیل اعتقادان کے سر کیوں تھونہا جارہا ہے۔ تو بصد معذرت ہم پر تبرا کرنے سے قبل آئینہ فرق شیعہ میں خود اپنا چہرہ دیکھ لیا جائے۔ ہمارا قصور صرف اتنا ہے کہ ہم نے وہ تمہارے گھر کا راز سربستہ تھا غلاف سے نکال کر عوام میں نمایاں کر دیا ہے اور بس، لہذا آپ فرق شیعہ میں سے کوئی فرقہ ہیں تو یہ الزام سایہ کی طرح آپ کے ساتھ لگا رہے گا'' (حقیقی دستاویز ص ۲۰)

مرتب دست وگریباں لکھتے ہیں:۔

''جب وہ خود کہہ رہا ہے کہ میرا مسلک بریلوی ہے تو اس کے قول کو کیوں نہیں مانتے، کیا آپ کو یاد نہیں کہ نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا ھلا شقفت قلبہ یہی بات ہم کہتے ہیں آپ اس کا دل چیر کر دیکھ لیتے کہ وہ اپنی بات میں سچا ہے یا نہیں'' (دست وگریباں ج ۲ ص ۲۸۷)

ان دونوں حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ جو شخص خود کو کسی مسلک سے منسوب کرے تو اس کی ذمہ داری اس مسلک پہ ہے اور جب تک وہ انکار نہ کرے اس سے تعلق منقطع نہیں ہوتا۔ اور مماتی خود کو دیوبندی ہی نہیں بلکہ اصلی دیوبندی کہتے ہیں (المسلک المنصور، ندائے حق) اس لئے یہ حضرات ان کا انکار نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد یہ شکوہ کے فضیل نے رجوع کر لیا تھا اور

202

اسے دوبارہ پیش کیا تو عرض ہے کہ اگر موصوف تحمل سے کام لے لیتے تو آئندہ اقساط میں انہیں اس پہ بھی تبصرہ مل جاتا مگر شاید ان حوالہ جات نے کچھ اس قدر بے چین کر دیا تھا جو بغیر سانس لئے جواب تیار کیا گیا، کیونکہ آئندہ اقساط میں تاویلات باطلہ کا رد تھا اور مضمون میں حوالہ جات نقل کرنے کے بعد مرقوم تھا:۔

مگر بجائے ان حقائق کو تسلیم کرنے کے دیوبندی حضرات کی جانب ایک گمنام صاحب نے گھمن صاحب کا دفاع کرنے کی سعی ناکام کی ہے (ضرب اہلسنت)

اب یہاں سے مضمون نگار نے کیونکہ تاویلات باطلہ کا رد شروع کیا تھا اور موصوف کے پیش کردہ رجوع پہ تبصرہ بھی آئیندہ اوراق کی زینت تھا، لہذا! ہمارے معاندین کا ہدیہ بریلویت کو پیش کرنا درست نہیں۔ اسکے بعد جو جرح کے حوالہ سے گفتگو ہے اس پہ تبصرہ بھی آئندہ شمارہ کی زینت ہے، ہاں موصوف نے علامہ انس صاحب کا ایک حوالہ دیا ہے جس کا سردست جواب یہ ہے کہ علامہ صاحب نے اولاتو تکفیر کے متعلق بحث کی ہے جبکہ ہماری پیش کردہ جرح میں تکفیر موجود نہیں، اس لئے یہ حوالہ ہمیں مضر اور ہمارے معاند کو مفید نہیں۔ پھر ہمارے مضمون نگار نے الیاس گھمن ودیگر کے بدعتی ومجروح ہونے پہ حوالہ جات دیئے گئے جس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ معاصرانہ چپقلش ہے جبکہ عرض ہیکہ جناب یہ صرف معاصرانہ چپقلش نہیں بلکہ ذکر بالجہر بقول علماء دیوبند اجماعا بدعت ہے، جیسا کہ حوالہ پیش کیا گیا تھا، ایسے ہی عزیز الرحمٰن اور دیگر کو بدعتی قاضی مظہر حسین نے کہا ہے اور قاضی مظہر کو تمہارے ساجد خان نے ناصبیوں کی تردید میں بطور حجت پیش کیا ہے، اگر یہ سب معاصرانہ چپقلش ہے تو تم ان ناصبیوں سے جان نہیں اپنے ان اصولوں کی بناء پہ بھی نہیں چھڑوا سکتے۔ ایسے ہی مماتیوں پہ بدعت کے فتوے بھی معاصرانہ چپقلش کی بناء پہ کالعدم قرار پائیں گے، اگر یہاں بدعت کا فتویٰ مسموع ہے اور تو وہاں بھی مسموع ہے، تم لوگ اس سے جان نہیں چھڑوا سکتے۔

202

باقی مستقل مضامین پہ اعتراضات کا جواب آئندہ شماروں[1] کی زینت ہوگا، ہاں دست و گریباں کے اعتراف شکست کے حوالہ سے یہ تاویل کی کہ مرتب صاحب نے یہ کتاب نہیں چھپوائی جبکہ عرض ہے کہ یہ تاویل اس وقت ہوتی جب عبدالجبار نے اس قید کا ذکر کیا ہوتا یا پھر خضر حیات کی صراحت ہوتی کہ اس نے اپنی کتاب کسی اور کے نام سے چھپوائی ہے، اگر خضر حیات کی یہ صراحت نہیں تو ہمارے معاند اپنی شکست کے بوجھ کو ہرگز ہلکا نہیں کر سکتے۔ میں قرین وعدم قرین کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔آخر میں ہمارے مصنفین نے تحریر کا مطالبہ کیا تھا جو معاندین کے بس کا سروگ نہیں بلکہ یہ کہا کہ تحریر چھپی ہوئی ہے جبکہ جو حوالہ جات دیئے گئے تھے ان میں یہ بات ہے کہ اپنے لیٹر پیڈ پہ لکھ کر دو، مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

رہ گئی یہ بات کہ مناظرہ سے فرار کون کرتا ہے تو اس پہ تفصیلی تبصرہ تو آئندہ شمارے میں ہوگا، سر دست عرض ہے کہ جس شخص کو یہ شیر بنا کر پیش کر رہے ہیں، وہ تو امام اہلسنتؒ کے سامنے بھیگی بلی بنے نظر آتا ہے، اور میرے امام کے موقف کو یوں تسلیم کرتا ہے:۔

اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے۔جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے"(اشد العذاب

---

[1] کچھ مضامین اسی شمارہ میں شامل کر دیے گئے ہیں

202

ص13-14)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ امام اعلی اہلسنت پہ علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اور آپ نے یہ فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔موصوف کو دیوبندی حلقہ میں ابن شیر خدا کہا جاتا ہے،تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''ایک دوسری قسم کے القابات بھی نکلے ہیں جن کی نسبت میں کہا کرتا ہوں کہ آدمی ہوکر جانوروں کے نام اختیار کئے گئے کوئی بلبل ہند ہے۔کوئی شیر پنجاب ہے کوئی طوطی ہند ہے۔ اب آگے کوئی گرگ ہند ہوگا کوئی اسب ہند۔کوئی فیل ہند۔کوئی خر ہند۔کیا خرافات ہیں''(ملفوظات حکیم الامت ج ۸ ص ۷۱)

التمش رضوی صاحب نے دیوبندی حضرات کے گھر سے دیکھایا تھا کہ یہ سب کیسے فتاوئ جات کی زد میں ہیں مگر موصوف اس کا جواب دینے سے قاصر رہے،جس اصول کی طرف اشارہ کیا ہے یہ دیوبندیوں کا ہے،ہمارے مضمون نگار کا نہیں۔پھر بقول ساجد خان اس قسم کی الزامی گفتگو سے تمہارے اپنوں کا کفر نہیں اٹھ سکتا[1]

پھر یہ اعتراض کیا کہ میثم بھائی کی کتاب کے جواب کے باجود اسے لاجواب کیوں کہا گیا تو جواباً ہم مونگیری صاحب کا بیان نقل کئے دیتے ہیں،وہ رقم طراز ہیں:۔

کسی مخالف کا زہرہ نہیں کہ اس کے جواب میں قلم اٹھا سکے،یوں آئیں بائیں شائیں بلنے کو جس کے جی میں آئے بکے(مراۃ الیقین ص2)

اس لئے قبلہ میثم بھائی کی کتاب کے جواب دوست محمد قندھاری یا نومولود نقلچی مولوی کی بکواس سے ان کی کتاب پہ کوئی نقصان نہیں۔موصوف نے ایک اعتراض یہ بھی کیا بریلوی بشریت کے منکر ہیں،اور دیگر ابحاث وتاویلات کیں،جن کا جواب آئندہ اقساط میں موجود ہے،لہذا

---

[1] فضل خداوندی ص

202

ہمارے معاند تنقید مکمل ہونے دیتے تو انہیں قلم اٹھانے کی زحمت ہی گوارانہ کرنی پڑتی، اس کے علاوہ جو حوالہ جات پیش کئے ہیں ان کا جواب بھی مضمون کی تکمیل کر بعد عرض کر دیا جائے گا، سر دست عرض ہے کہ آپ کی جہالت پہ گھر سے فتویٰ پیش کیا گیا اور بقول خالد محمود [1] اصفائی انہیں کتب سے پیش کی جاتی ہے جن سے الزام دیا گیا ہو۔ اور دیوبندی حضرات عبارات پہ مناظرے سے ڈرتے ہیں، اس کا موصوف جواب دینے میں ناکام رہے ہاں دبے لفظوں میں تسلیم یوں کیا کہ بعض دیوبندی یوں سمجھتے ہیں، حالانکہ حوالہ میں بعض کی نہیں بلکہ عمومی رویہ کے متعلق گفتگو ہے۔ اور جہاں تک اہلسنت کی بات ہے تو سرفراز صاحب نے خود رقم کیا ہے [2] کہ یہ حضرات مناظرہ کی بسم اللہ ہی عبارات سے کرتے ہیں، اس لئے جناب کی تاویل فقط بوگس ہے۔ ہم نے قابل جواب چیزوں پہ تبصرہ عرض کر دیا، تفصیل ضربِ اہلسنت کے آئندہ شماروں میں ہدیۂ قارئین کی جائے گی۔ ان معروضات کے جواب میں ایک بار پھر ان حضرات کی جانب سے خامہ فرسائی کی گئی اس پہ تبصرہ بھی پیش خدمت ہے۔

قارئین! دیوبندی حضرات کی جانب سے مسلسل انتشار وافتراق پھیلایا جارہا تھا اور علمائے اہلسنت ان کی اس مذموم کاروائی کو لاحاصل اور بے وقعت جان کر خاموش تھے، لیکن ہمارے معاندین یہ سمجھ بیٹھے کہ ان کے لایعنی اعتراضات لاجواب ہیں، اسی سلسلہ میں بندہ ناچیز کی زیر نگرانی ایک برقی مجلہ کا اجراء کیا گی، جس نے علماء دیوبند کو کافی پریشان کر رکھا ہے، اور ایک تقیہ باز کو اس کام پہ لگا رکھا ہے کہ وہ جواب کے نام پہ اوراق سیاہ کرے۔ الغرض ہم نے انتہائی اختصار سے موصوف کی جانب سے کیے گئے تبصرے پہ چند گزارشات پیش کی تھیں، لیکن بجائے نصیحت حاصل کرنے کے جناب نے ایک بار پھر دجل وفریب کا مظاہرہ کرتے ہوئے اوراق کو سیاہ کیا ہے۔ ہم ایک بار پھر اس کاروائی کا نوٹس لے رہیں تا کہ بقول

---

[1] تجلیات آفتاب ج1 ص20

[2] عبارات اکابر ص8

202

موصوف اتمام حجت ہو جائے۔ سب سے پہلے تو عرض ہے کہ ہم نے کہا تھا کہ ہمارے شمارے نے دیوبندی صفوں میں کھلبلی مچادی تو یہ تبصرہ ہمارے معاند کے اصول کی روشنی میں۔ تھا کیونکہ وہ فرماتے ہیں:۔

بریلوی چپ بیٹھے یہ کیسے ہو سکتا ہے! کچھ نہ کچھ تو لکھنا ہی ہے پھر چاہے گالیاں ہی کیوں نہ ہو ضرب اہل بدعت پر ہماری ضرب جاری سے بریلوی تڑپ اٹھے (سکرین شاٹ محفوظ ہے)

لہذا! یہ تبصرہ ہمارے معاند کے اصول وضوابط کی روشنی میں ہی رقم کیا گیا تھا، اس لئے معاند موصوف کو زیادہ پھڑ پھڑانے کی حاجت نہیں۔ پھر ہم نے عرض کیا تھا کہ جناب نے ہماری ساری باتوں کا جواب دینے کی بجائے صرف چند باتوں پہ تبصرہ کیا ہے اور اس پہ سرفراز خان کا حوالہ نقل کیا تھا، جواباً معاند موصوف نے الشہاب المبین کے حوالہ سے خود تسلی دینے کی کوشش کی کہ قابل مواخذہ باتوں کا جواب دیا جاتا ہے مگر اگلی عبارت ہضم کر گئے:۔

اور جو باتیں صحیح یا لاجواب ہوتی ہیں ان پر خاموشی اختیار کر لیتا ہے (الشہاب المبین ص 12)

لیجئے اس حوالہ سے بھی ثابت ہوا کہ جن باتوں کا جواب نہ دیا جائے وہ یا تو صحیح ہوتی ہیں یا انہیں لاجواب کہا جاتا ہے۔ پھر ہم نے علماء دیوبند کے حوالہ جات پیش کئے تھے جن سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے اپنے ہمیں اہلسنت کہتے ہیں جواباً موصوف کہتے ہیں کہ وہاں یہ بات ہے کہ خود کو اہلسنت کہنے والوں کا ذکر ہے جب کہ یہ موصوف کی خوش فہمی ہے کیونکہ وہاں اس قسم کی صراحت نہیں بلکہ دو ٹوک بریلوی حضرات کو اہلسنت کہا گیا ہے، مثلاً ہم نے حوالہ پیش کیا تھا:۔

''اس وقت برصغیر پاک و ہند میں اہل السنت والجماعت سے تعلق رکھنے والے دو بڑے نظریاتی مسلک ہیں، ایک علماء دیوبند کا اور دوسرا علماء بریلی کا۔'' (گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

202

شرعی حثیت ص183)

اس حوالہ میں واضح طور پہ نظریاتی طور پہ ہمیں اہلسنت تسلیم کیا گیا ہے،مگر موصوف ان حوالہ جات کا بھی جواب دینے سے قاصر رہے۔باقی جہاں تک دیوبندی اصول ہے تو اس کے پیش نظر خالد محمود اور تقی عثمانی سے ان کی پیش کردہ عبارات سے رجوع دیکھانا ہوگا،اگر یہ ممکن نہیں تو ان کے اپنے اصول سے یہ ان کی گلے کی ہڈی ہے،اور جن عقائد ومسائل کی بناء پہ یہ ہمیں اہل سنت سے خارج کہتے ہیں ہم دوٹوک چیلنج کرتے ہیں کہ وہی عقائد ومسائل ان کے اپنے گھر سے ثابت ہیں،لہذا یہ حضرات اپنے ہی فتویٰ کی رو سے اہل سنت سے خارج ہیں۔پھر موصوف نے جو علامہ اختر رضا قادری کا حوالہ پیش کیا وہ انہیں مفید نہیں کیونکہ انہوں نے خود اپنی مراد واضح کی ہے جبکہ جن کے حوالہ جات ہم نے دیئے ہیں ان سے ایسی صراحت ثابت نہیں،لہذا اس حوالہ کو لیکر معاند کا اچھل کود کرنا ہرگز درست نہیں۔اس کے بعد اپنے اہلسنت ہونے پہ جتنے میں بھی حوالہ جات پیش کئے ان میں موجود ہے کہ اہلسنت کے دوٹکڑے ہوئے اور دیوبندی اہلسنت سے کٹ گئے،اگر موصوف اپنا مطلب تراشنے پہ مصر ہوں تو عرض ہے کہ اگر کوئی یہ کہے شیعہ فرقہ کی وجہ سے اسلام دوفرقوں میں بٹ گیا تو کیا اس عبارت کی روشنی میں شیعہ کو مسلمان کہا جائے گا؟اگر اس عبارت سے ان کا مسلمان ہونا ثابت نہیں ہوتا تو آپ کی پیش کردہ عبارات بھی آپ کو مفید نہیں۔

باقی موصوف کو غیر مقلد کا حوالہ دینے پہ پریشان ہونے کی حاجت نہیں کیوں کہ عقائد کے اعتبار سے بقول رشید احمد گنگوہی آپ دونوں متحد ہیں اور ایسے شخص کا حوالہ بقول امین صفدر الزامادینا درست ہے۔اس کے بعد ہم نے لکھا تھا کہ دیوبندی حضرات نے افتراق وانتشار پھیلایا ہے اور موصوف نے جو عبارات پیش کی وہ حقائق وواقعات کے اعتبار سے درست نہیں۔تفصیل کے لئے ہم نے کتب کی جانب سے اشارہ کیا تھا،لیکن شمارہ ہذا میں ہم نے اس

202

پہ الگ سے مضمون بھی شامل کر دیا ہے، باقی لفظ حضرات بطور تعظیم ہرگز نہیں لکھا گیا تھا اور مصنف اپنی مراد خود جانتا ہے جیسا کہ علماء دیوبند کا اصول ہے لہذا، جناب کا یہ واویلا بھی درست نہیں، پھر جناب کہتے ہیں کہ ہم نے مماتی کا رد کیا ہے اس لئے تم پیش نہیں کر سکتے۔ اب اسے بھلے مانس کو کون سمجھائے کہ تم خود ہی گھمن کے خلاف اپنے علماء کی تنقید کو معاصرانہ چپقلش کہتے ہو، تو کس منہ سے مماتیوں کے خلاف انہیں پیش کر رہے ہو، پھر تحقیقی دستاویز میں موجود ہے کہ اور اگر کسی اور فرقہ سے آپ کا رشتہ قائم ہے (حقیقی دستاویز ص 20) اور مماتی خود کو دیوبندی نہیں بلکہ اصلی دیوبندی کہتے ہیں لہذا تم ان سے جان نہیں چھڑوا سکتے۔ رہ گئی دست و گریباں کی بات تو وہاں الزاما نہیں کہا جا رہا، الزامی تب ہوتا جب ہم نے یہ اصول لکھا ہو، پھر موصوف نے اس اصول کی حقانیت کے لئے حدیث سے استدلال کیا ہے کیا الزامی حوالہ جات میں ایسا انداز ممکن ہے، اس لئے جناب کا اسے الزامی کہنا ہرگز درست نہیں بلکہ جہالت در جہالت کا ارتکاب ہے۔ قارئین! موصوف کہتے ہیں کہ مرجوع حوالہ کیوں پیش کیا، اصل میں ہم نے کہا تھا کہ اس پہ تبصرہ اگلے اوراق کی زینت ہے وہاں وضاحت کر دی جائے گی۔ پھر مفتی انس صاحب کے فتوی کا تعلق باب تکفیر سے ہے، مطلقا جرح سے نہیں۔ کیونکہ علماء پہ جرح صرف حدیث کے اصولوں کے تحت ہی نہیں ہوئی اس سے ہٹ کر بھی ہوئی ہے، اور اس کے جواب میں انہی اصول و قوانین سے استدلال کیا گیا ہے جس پہ دیوبندی کتب کے کئی حوالہ جات موودجد ہیں، جن کی تفصیل دست و گریباں کی جوابی سلسلہ کی دوسری جلد میں عرض کر دی گئی ہے، پھر ہم نے کہا تھا کہ ابوایوب نے جواب نہ دیکر اور کسی اور کے نام سے چھاپ کر اپنی شکست تسلیم کی ہے۔ جناب اس کے جواب قاصر رہے یہ کہا چھپوانے پہ ہے جب کہ ہم نے کہ خضر حیات نے یہ تصریح کی ہو تب یہ تاویل ممکن ہے جبکہ خضر حیات کی تصریح موجود نہیں اس لئے عبدالجبار کی عبارت میں یہ تاویل بھی مسموع

نہیں۔ رہ گئی برابری یا عدم برابری کی بات تو اس پہ حوالہ دیا گیا تھا کہ اظہار حق میں قرین و عدم قرین کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا بحوالہ الشہاب الثاقب۔ جاری ہے۔ 202

دیوبندیوں کو ثواب کمانے کے لیے ایک مشورہ

ایک دیوبندی کو پتہ نہیں کون سی خارش ہوئی اس نے تھانوی سے کہا
میرے دل میں بار بار خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا حضور کے نکاح میں" تھانوی نے کہا ثواب ملے گا"
(اشرف السوانح جدید ایڈیشن حصہ دوم صفحہ 64)

پس تھانوی جی نے کوا کھانیوں کے ثواب کمانے کا رستہ کھول دیا کرنا کچھ بھی نہیں بس یہ سوچنا ہے کہ وہ تھانوی کے نکاح میں ہوتے جو دیوبندی ثواب کمانا چاہتا ہے وہ ہاتھ کھڑا کرے...

الیاس گھمن کے دفاع کا جائزہ (قسط دوئم)

قارئین! اس حوالہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ ذکر بالجہر کا بدعت ہونا یہ علماء دیوبند کی اجتماعی رائے ہے، کسی خاص شخص کی انفرادی رائے نہیں کہ اسے معاصرانہ چپقلش قرار دیا جائے۔ پھر ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر معاصرانہ چپقلش ہی قرار دینا ہے تو اس طرح سے مماتی و ناصبیوں کے خلاف دیوبندی فتاویٰ جات کی حیثیت بھی معاصرانہ چپقلش قرار پائے گی اور ہمارے معاندین کا ان فتاویٰ جات کو پیش کرنا ہرگز درست نہیں ہوگا۔ پھر ہم بتلا چکے جب اسباب جرح مجروح میں پائے جائیں تو وہ مقبول ہے، اس لئے الیاس گھمن صاحب بدعتی ہیں۔ اور بدعتی کے متعلق جو فتاویٰ جات میثم بھائی نے نقل کئے تھے، ہمارے معاندین ان سے جان نہیں چھڑوا سکتے۔ اس تفصیل سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ موصوف جس قدر فتاویٰ جات اکابرین کے ایک دوسرے کے متعلق پیش کئے، ان میں سے اکثر انفرادی ہیں اور جمہور کی تائید سے محروم ہیں، اس لئے ان کو گھمن کے دفاع میں پیش کرنا ہرگز درست نہیں۔ اس کے بعد ہمارے معاند نے روزنامہ اسلام کے حوالہ کے متعلق بھی کافی خامہ فرسائی کی مگر بقول شاعر

؎ کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

جناب لکھتے ہیں:۔

یہ ابھی اس رضا خانی کا دجل وفریب ہے اس لئے کہ روزنامہ اسلام کے ہفتہ وار ایڈیشن میں اگلے ہی ہفتے ادارے نے اس بے بنیاد الزام تراشی پر اعتذار شائع کیا اور باقاعدہ اس پر

202
معافی مانگی اور ان جناب موصوف کے کالموں ہر بھی پابندی لگا دی (الزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص131)

قارئین! ملاحظہ کیجئے جو حوالہ پیش کیا گیا تھا اس کا جواب تو موصوف نہ ہو سکا، مگر یہ کہتے ہیں کہ ہفتہ وار روزنامہ اسلام نے اعتذار شائع کیا تھا، اس پہ پہلی بات تو یہ عرض ہے کہ جناب جس شخص نے الیاس گھمن کے متعلق بات رقم کی تھی کیا اس نے اس بات کی تردید کی ؟نہیں کی اور یقینا نہیں کی تو آپ کا اس حوالہ کا بوجھا اپنی گردن سے ہر گز نہیں اٹھا سکتے۔ ثانیا دلچسپ بات یہ ہے کہ جو اعتذار پیش کیا اس میں بھی اس بات کی تردید موجود نہیں، اعتذار کی عبارت کچھ یوں نقل کی گئی:۔

روزنامہ اسلام کے 24، 23 جنوری کے شماروں میں سفرنامہ دھرتی ماں کے ساتھ یں وسعت نظر اور اعتدال کی ترغیب کے ضمن میں بعض اکابر علماء کے طرز عمل پر تنقید کی گئی ہے ۔ادارے کی ہرگز یہ پالیسی نہیں ہے چنانچہ اس سفرنامہ کی اشاعت کو فوری طور پہ روک دیا گیا ہے (الزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص131)

اب ہمیں بتلایا جائے اس اعتذار میں کس جگہ یہ بات موجود ہے کہ موصوف کی بات غلط ہے بلکہ یہی کہا کہ تنقید کرنا ادارہ کی پالیسی نہیں، اس میں ہرگز اس بات کی تردید نہیں جسے ہمارے مصنفین نے پیش کیا ہے، لہذا اس کو دجل وفریب کہنا خود ہمارے مخالف کا دجل وفریب ہے

۔

پھر میثم عباس صاحب دامت برکاتہم کی جانب سے الیاس گھمن کے سرقہ باز ہونے پہ بین دلیل پیش کی گئی تھی کہ موصوف نے صفحات کے صفحات بغیر کوئی حوالہ دیئے مطالعہ بریلویت سے سرقہ کئے۔ اب اس ٹھوس حقیقت کا جواب تو ہمارے معاند کے پاس تھا، کہنے لگے کہ استفادہ کیا ہے، حضرت استفادہ حوالہ جات میں ممکن ہے، اس کا انکار نہیں۔ مگر آپ کے اس

202

نام نہاد متکلم اسلام نے صرف حوالہ جات ہی نہیں بلکہ تبصرہ بھی بغیر کسی کمی بیشی کے اپنی کتاب میں رقم کیا تھا، اور میثم بھائی کی نشاندہی پہ جناب نے ماخذ و مراجع کی فہرست تو شائع کر دی اور اقرار بھی کر لیا کہ ان کتب سے اقتباسات لئے ہیں، مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ ماخذ و مراجع میں قرآن و حدیث کے ذکر کو ہی گول کر گئے گویا یہ تسلیم کیا، موصوف کی کتاب فقط انہی کتب سے استفادے تک محدود ہے اور اپنا کچھ بھی لکھنے سے قاصر ہیں، اور جس تبدیلی کی طرف موصوف نے اشارہ کیا ہے وہ میثم بھائی کی نشاندہی کے بعد ہے اور اس میں اپنے سرقہ پہ اقراری ڈگری ہے۔ باقی جناب والا آپ نے جو معاصرانہ چپقلش پیش کی، تو کچھ شرم و حیاء ہی فرما لیتے، کہ اسی کتاب کی بنیاد رکھی ہی اس اصول پہ گئی ہے کہ معاصرانہ چپلقش حجت نہیں اور موصوف اب اسی سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں، پھر ماخذ و مراجع میں قرآن و حدیث و دیگر کتب کا ذکر کیوں نہیں کیا۔۔۔۔

202

عقیدہ نور و بشر شبہات کا ازالہ

(شعیب احمد)

محترم قارئین تھانوی کے حصہ میں آنے والے ایک احمق عمر دیوبندی نے باطل شکن برقی مجلہ ضرب اہلسنت میں شائع میرے مضمون " عقیدہ نور و بشر اور اہل سنت " کی پہلی قسط کے جواب میں اپنے اکابر کے اصول کی دھجیاں اڑاتے ہوئے تنقیدی تبصرہ شروع کر دیا۔عمر دیوبندی کو چاہیے تھا کہ پہلے وہ میرا مضمون مکمّل ہونے دیتا۔کس پس منظر میں کس کے رد میں وہ لکھا گیا ہے، یہ سمجھتا پھر جواب دینے کی کوشش کرتا،لیکن اب مجھے مکمّل یقین ہو گیا تھانوی نے بالکل صحیح کہا تھا۔چھنٹ چھنٹ کر تمام احمق (دیوبندی) میرے ہی حصہ میں آ گئے ہیں۔(ملفوظات حکیم الامت جلد 1 صفحہ 294)عمر دیوبندی کے لیے بطور نصیحت مولوی تقی عثمانی نے جو تنقید کا اصول بیان کیا ہے، پیش کرتا ہوں ممکن ہے عمر دیو شیطانی میں کچھ غیرت جاگ جائے اور آگے سے اس طرح کی حماقت کی کوشش نہ کرے۔مولوی تقی عثمانی تحریر کرتا ہے:" تنقید کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ جس شخص پر تنقید کی جا رہی ہو، پہلے اسے اپنی بات پوری کرنے کا موقع دینا چاہئے،اس لئے کہ کسی کی بات کو انصاف کے ساتھ صحیح یا غلط اسی وقت کہا جا سکتا ہے جب وہ اپنی بات مکمّل کر چکا ہو۔" (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی حقائق، صفحہ 161)اس حوالے سے ثابت ہوا عمر دیوبندی نے میرا مضمون مکمّل ہونے سے پہلے تنقیدی تبصرہ کر کے تنقید کے اصول سے انحراف کیا۔خیر اس پر مزید لکھنا وقت ضائع کرنا ہے کیوں کہ پوری دیوبندیت اصول کی دھجیاں اڑانے میں ماہر ہے۔آگے ہم عمر دیوبندی نے جو پھلجھڑی چھوڑی ہے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔اہل فہم خوب جانتے ہیں کہ

202

"دیوبندیت" جہالت کا دوسرا نام ہے۔اس لائن پر عمر دیوبندی تبصرہ کرتا ہے، یہ تو ہوگئی شعیب بریلوی کی بات اب بریلوی علماء کی عبارات دیکھئے کہ وہ دیوبندیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔(ضرب اہل بدعت کی فریب کاریاں ص،9) قارئین میں سمجھا عمر دیوبندی واقعی کوئی اہم حوالہ پیش کرے گا۔لیکن افسوس اپنے اکابرین کی طرح دجل کرتے ہوئے عمر دیوبندی نے اپنے ہی اکابر کو بریلوی علماء بنا کر پیش کر دیا کس طرح ملاحظہ فرمائیں: عمر دیوبندی نے 3 حوالہ پیش کیا پہلا مولوی (کپتان) واحد بخش سیال چشتی کا جو خود دیوبندی تھا اس کے دیوبندی ہونے کا ثبوت خود اس کی کتاب روحانیت اسلام سے ملاحظہ فرمائیں لکھتا ہے: مصنف کتاب (روحانیت اسلام از مولانا الحاج (کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری) کو شرف بعیت اور خلافت حضرت مولانا سید محمد ذوقی شاہ قدس سرہ سے حاصل ہے۔اگرچہ یہ احقر خلافت کے ہرگز ہرگز قابل نہ تھا۔لیکن مثال مشہور ہے صحرا میں جہاں کہیں درخت نہ ہو تو ایک چھوٹی سی خاردار جھاڑی کو بھی لوگ درخت کا نام دے دیتے ہیں۔بس اب یہ خاردار جھاڑی مشائخ عظام کے حکم کے مطابق درخت کا کام دینے پر مامور ہے۔(روحانیت اسلام صفحہ،220) عمر دیوبندی اپنے ہی اکابر کے بارے میں نہیں جانتا یہ واحد بخش سیال چشتی ذوقی دیوبندی کا خلیفہ، اور مرید ہے۔۔اور اس کی دیوبندیت نوازی، اکابر پرستی اس کی کتاب میں جگہ جگہ اپنے اکابر کو رحمۃ اللہ علیہ ان کے نظریات کو صحیح ثابت کرنے سے بھری پڑی ہے۔قارئین کتاب کی طرف مراجعت کریں (نوٹ: ہمارے پاس اس کے دیوبندی ہونے پر اور بھی حوالہ جات موجود ہیں اگر عمر دیوبندی کو سمجھ نہ آیا تو پیش کیا جائے گا) جناب نے دوسرا حوالہ بھی ہمارے حصہ میں ڈال دیا دیوبندی ایک اصول بنا چکے ہیں جو مولوی ان دیوبندیوں کی تعریف کردے وہ بریلویوں کے حصہ میں، "ملفوظات حسینیہ" کا ذکر ہمارے اکابر کی کسی کتاب میں نہیں نہ ہی اس کے مصنف کا بریلوی ہونا ثابت ہے لہٰذا ان کے بریلوی

202

ہونے کا ثبوت فراہم کریں پھر جواب لیجیے گا۔جناب کا پیش کردہ تیسرا حوالہ اس لیے میں کہتا ہوں گلی کا کوڑا اگٹر کا گند دیوبند دیوبند عمر دیوبندی صاحب ہم نے سیف دیوبندی کے مضمون کے جواب میں تحقیقی تنقیدی جواب لکھا ہے جس کی پہلی قسط شائع ہوئی جس زبان میں سیف دیوبندی نے مضمون لکھا تھا اس زبان میں ہم نے جواب دے دیا ورنہ ہم کو شوق نہیں پوری دیوبندیت کو جہالت کا دوسرا نام دیا جائے خیر یہ بات بھی ہم ثابت کر دیں گے لیکن پہلے آپ ہمارے پورے مضمون کا جواب لکھے۔عمر دیوبندی آگے لکھتا ہے: موصوف نے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ نور بشر کی ضد نہیں۔(صفحہ،35)(ضرب اہل بدعت کی فریب کاریاں،ص، 10)جواب: یہاں عمر دیوبندی کی مکاری ملاحظہ فرمائیں، یہ عبارت میرے مضمون میں کہیں نہیں ہے، جو عبارت میں نے سیف دیوبندی کے جواب میں لکھی ہے جس کی تائید دیوبندی اصول سے ہوگی قارئین قسط وار مضمون میں ملاحظہ کریں۔یہاں مختصر عبارت درج کر دیتا ہوں۔نورانیت اور بشریت متضاد نہیں۔یعنی نور، بشر کی اور بشر نور کی ضد نہیں (الخ)(ضرب اہلسنت) آگے عمر دیوبندی لکھتا ہے: وہ تو تب ہے جب نور کو نبی کریم ﷺ کی صفت قرار دیں گے لیکن بریلویوں کا نظریہ تو کچھ اور ہے نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی (حدائق بخشش) نور وحدت کا ٹکڑا سے آپ کی کیا مراد ہے۔(ضرب اہل بدعت کی فریب کاریاں،ص،10)

جواب: ہمارا نظریہ کیا ہے قسط وار مضمون میں دیوبندیوں کے اصول، دیوبندیوں کے اکابرین سے ثابت ہو جائے گا۔تب تک کو ابریانی کھا کر صبر کرو۔رہا" نور وحدت کا ٹکڑا" سے ہماری مراد تو جناب آپ نے اپنی مراد کیوں نہیں لکھی؟ لکھ دیتے تو تفصیل سے جواب دینے میں الگ ہی لطف آتا، بہر حال اس کا تفصیلی جواب تو الگ سے ہدیہ قارئین کیا جائے گا، یہاں عرض ہے کہ اس سے مراد بے مثل نور ہے۔عمر دیوبندی آپ اس پر اپنی مراد اور اعتراض درج کریں پھر ہم تفصیل سے جواب لکھتے ہیں ابھی اتنا کافی ہے۔ بقول تھانوی

202
چھنٹ چھنٹ کر تمام احمق (دیوبندی) میرے ہی حصہ میں آ گئے ہیں۔ عمر دیوبندی کہتا۔ موصوف نے بریکٹ میں دیوبندی ڈال کر تحریف کردی۔ جواب ارے دیوشیطانی صاحب اگر عبارت کو واضح کرنے کے لیے بریکٹ میں لکھنا تحریف ہے تو، میں صرف تمہارے ساجد خان کی کتاب دفاع اہل السنۃ والجماعۃ کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔جس میں جگہ جگہ ساجد خان نے بریکٹ لگا کر تحریف کی ہے۔ پڑھو (ان للہ وانا الیہ راجعون) عمر دیوبندی نے آگے لکھا آپ کے پاس اس کا کیا قرینہ ہے کہ وہاں مراد دیوبندی ہے؟ جواب دیوبندیوں کے اپنے اصول باطل تاویلات اگر تھانوی زندہ ہوتا تو گھمن سے لے کر ساجد خائن تک سب کا احمق پن دیکھتا۔ رہی بات بدعات کا الزام تو اس کے لیے مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب مجددی کی کتاب بدعات وہابیہ کا علمی تحقیقی محاسبہ ملاحظہ فرمائیں دیوبندی کتنے بڑے احمق بدعتی ہیں معلوم ہو جائے گا۔ البتہ آپ کے تھانوی پر روشنی ڈال دیتا ہوں جن کے لیے آپ کا دعویٰ ہے کہ ان کی ساری زندگی بدعات کے رد میں گزری، جب کہ تھانوں کو بدعت کا مفہوم بھی نہیں پتا تھا ملاحظہ فرمائیں آپ دیوبندیوں کے امام ربانی قاسم نانوتوی کے دلبر جانی خواب میں کرنے والے ان کی مہمانی رشید احمد کالاکواخانی صاحب تحریر کرتے ہیں: لہٰذا اس آپ کے قیاس کو اس پر حمل کیا جائے کہ آپ نے بدعت کے مفہوم کو ہنوز سمجھا ہی نہیں، کاش ایضاح الحق الصریح آپ دیکھ لیتے یا براہین قاطعہ ملاحظہ فرماتے یا یہ کہ تسویل نفس وشیطان ہوئی۔ (تذکرۃ الرشید جلد1، صفحہ122) عمر دیوبندی صاحب اب مریض الامت کے بدعتی ہونا بھی ملاحظہ فرمائیں: بھوکے بنگالی مریض الامت لکھتے ہیں: "ہمیشہ سے یہ عادت ہے کہ اگر صبح کو کچھ کھانا ہوتو ایک چیز مل جائے پیٹ بھر کر کھا لیتا ہوں۔" (ملفوظات حکیم الامت جلد 20، صفحہ68) اب دیوبندیوں کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں: "بعض صحابہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلی بدعت جو پیدا ہوئی، وہ سیر ہو کر کھانا کھانا ہے، جب

202

کوئی قوم اپنے پیٹوں کو کھانے سے سیر کرتی ہے تو ان کی شہوات اوران پر سرکشی کرتی ہیں۔" (قوت القلوب فی معاملة المحبوب عربی ج1 صفحہ 200 ۔طبع مصر۔بحوالہ ماہنامہ نصرۃ العلوم مئی 2020 صف،21 ایک اور جگہ لکھا ہے: حضرت عائشہ(رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ" رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے پہلی بدعت جو ایجاد ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانا ہے، پس جب مسلمانوں کے پیٹ بھرنے لگے تو ان کے نفس ان کو دنیا کی طرف کھینچ کر لے گئے ۔(تبلیغ دین صفحہ،104 حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مترجم مولوی عاشق الٰہی دیوبندی)(فضائل صدقات حصہ 2 صفحہ 565 مولوی زکریا کاندھلوی) عمر دیوبندی صاحب آپ کے تھانوی ہمیشہ سے اس بدعت میں مبتلا رہے،ساتھ بقول گنگوہی اس کو بدعت کا مفہوم بھی نہیں معلوم۔ایسے شخص کے لئے آپ کا دعویٰ ہے کہ اس نے ہمیشہ بدعات کا رد کیا ہے سوائے احمقانہ خیال کے اور کچھ نہیں۔(نوٹ: تھانوی کتنا بڑا جاہل تھا یہ جاننے کے لیے علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب کی کتاب تھانوی کی علمی صلاحیت ملاحظہ فرمائیں) عمر دیوبندی صاحب کہتے ہیں جناب ایسا کون ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہتا ہے؟ ہم ذیل میں موصوف کے علم میں اضافہ کے لئے حوالہ جات نقل کئے دیتے ہیں، اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:۔

اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ متکلم کا خطاب مشرکین طرف ہے پس اللہ تعالی نے اپنے نبی کو بشریت میں مشرکوں کے برابر کیوں کر دیا جن کی نجاست قرآن سے ثابت ہے (تذکیر الاخوان ص ۳۹۶)

حسین احمد مدنی رقم طراز ہیں:۔

اب دیکھیے کہ کفار جن کی نجاست کا صریح اظہار قرآن میں آ گیا ہے ان کی بے عقلی ونقائص کا ذکر بار بار آیتوں میں کیا گیا ہے ان کی مماثلث ظاہر کی جاتی ہے مگر کیونکہ یہ مماثلث فقط

202

بشریت میں ہے (الشہاب الثاقب ص ۲۵۰)

عاشق الٰہی بلندشہری لکھتے ہیں:۔

حضرات انبیاء کرام تو فرمائیں کہ ہم تمہارے جیسے بشر ہیں لیکن بریلوی مشائخ یہ فرماتے ہیں کہ اپنی طرح کا بشر نہ کہو۔ آخر قرآن کے اعلان سے ایسی کیا ناراضگی ہے (بریلوی علماء ومشائخ کے لیئے لمحہ فکریہ ص ۵۰)

پھر عمر دیوبندی الزام لگاتا ہے: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے اکابرین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا لکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فروں جیسے بشر ہے اور گندی مٹے سے بنے ہیں (معاذ اللہ) جواب پہلی بات بغیر حوالہ بات مقبول نہیں، دوسری بات یہ غلیظ عبارت ہمارے کسی اکابر نے نہیں لکھی یہ عمر دیوبندی کی کذب بیانی، الزام تراشی ہے۔ جھوٹا الزام لگانے پر کیا حکم ہے ہم آپ کے ہی اکابر سے پیش کردیتے ہیں: مولوی ابراہیم قاسمی دیوبندی لکھتا ہے: کسی پر جھوٹا الزام لگانا گناہ کبیرہ ہے۔ (کفایت المفتی جلد، 2/193۔ بحوالہ کتاب النوازل جلد، 10 صفحہ، 280) مولوی محمود حسن گنگوہی تحریر کرتے ہیں: کسی پر الزام لگانا بہت بڑا جرم ہے، حدیث شریف میں ہے کہ الزام لگانے والے کو پل صراط پر روک دیا جائیگا کہ اس الزام کا ثبوت پیش کر، جب تک ثبوت نہیں پیش کرے گا آگے نہیں جاسکے گا۔ (فتاوی محمودیہ جلد، 29 صفحہ، 373)

آگے عمر دیوبندی لکھتا ہے: ہمارے جیسے بشر تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تابعین بھی نہیں تھے۔ ہمارے جیسے بشر تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں تھے۔ ہمارے جیسے بشر تو اولیاء اللہ بھی نہیں تھے۔ تو کیا ان کے متعلق بھی کہیں گے کہ ان کو بشر کہنا کفر ہے؟

جواب: جناب یہاں بات چل رہی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرح بشر، یا صرف بشر کہنے پر۔ اہل سنت وجماعت کے علماء کرام کا جو نظریہ ہے پیش کردیا ہے۔ اس پر کوئی اعتراض ہو تو

202

پیش کریں؟ سیف دیو شیطانی کی طرح عمر دیو بندی نے بھی مفتی احمد یار خان (علیہ الرحمہ) کی عبارت پیش کرنے میں سخت خیانت کی ہے پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری صفات کو مان لینا ایمان نہیں کہ وہ بشر تھے، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ میں قیام فرمایا کھاتے پیتے تھے۔ سیدنا عبداللہ کے فرزند تھے۔ آمنہ خاتون کے لخت جگر نور نظر تھے۔ کیوں کہ یہ تو ان کے ظاہری اوصاف ہیں اس کے کفار بھی قائل تھے بلکہ حضور پاک علیہ السلام کے چھپے ہوئے اوصاف کو ماننے کا نام ایمان ہے۔

(تفسیر نعیمی جلد، 1 صفحہ، 100)

اللہ کریم کے کرم سے عمر دیو بندی کے اعتراض کا مکمل جواب پیش کر دیا ہے۔

202

آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے

فقیر غازی

قارئین کرام اہلسنت کے شمارے ضرب اہلسنت میں ہمارا مضمون دیو بندیوں کی اکابر پرستی شائع ہوا اس پر تھانوی صاحب کے حصہ میں آنے والے ایک بدفہم اور احمق دیو بنسی محمد عمر صاحب نے لکھا کہ ان اعتراضات کا جواب منظور نعمانی صاحب نے فیصلہ کن مناظرہ اور ساجدہ خانم نے دفاع اہلسنت میں دیا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آج تک کوئی دیو بندی علماء اہلسنت کو ان توہین آمیز کفریہ عبارات کا جواب دے کر اپنے اکابرین کا کفر نہیں دھو سکا۔ عمر صاحب کو ہم انکے گھر کا اصول یاد دلاتے ہیں۔ منظور نعمانی صاحب کہتے ہیں:

جس چیز کا جواب نہیں آیا اسکے متعلق کہہ دیا کہ فلاں کتاب میں دیکھ لو" فتوحات نعمانی صفحہ 653 مناظرہ کا یہ اصول ہے کہ فریق مخالف کی کسی بات پر کہا جائے کہ اسکا جواب فلاں کتاب میں لکھا ہوا ہے اسکو دیکھ لینا تو آپ ان باتوں کا جواب نہیں دے سکے فتوحات نعمانی صفحہ 666 تو منظور نعمانی صاحب کے قول سے عمر صاحب کو ہمارے مضمون کا جواب نہیں آیا ویسے بھی دیو بندی بیچارے اپنے اکابرین کے کفر پر بات کرنے سے گھبراتے ہیں۔ پھر عمر صاحب ہیڈنگ لگاتے ہیں کہ بے حیا جو چاہے کرے پھر لکھتے ہیں گنگوہی صاحب کی عبارات کو دیکھ لیں اور اس سے موصوف نے جو نتیجہ نکالا اس میں زمین آسمان کا فرق ہے لیجئے جناب ہم وہ عبارت پھر پیش کرتے ہیں پھر انصاف پسند قارئین فیصلہ کریں کہ کون بے حیا ہے دیو بندیوں کے غوث الاعظم گنگوہی صاحب (ویسے غوث الاعظم کہنا دیو بندی مذہب میں

202
شرک ہے مگر اپنے گھر میں عین ایمان) فرماتے ہیں:" حضور کو علم غیب نہ تھا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے"(فتاوی رشید کامل صفحہ ۹۲۔غازی) یہی غوث الاعظم دیوبند رشید احمد گنگوہی دوسری جگہ لکھتے ہیں علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالی کے اس کو کوئی نہیں جانتا وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ھو خود تعالی فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالی ہی کے پاس علم غیب ہے کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔پس علم غیب غیر اللہ کے لئے ماننا صریح شرک ہے(فتاوی رشیدیہ کامل صفحہ 92)اب ذرا دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی سنیں وہ لکھتے ہیں:" پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب ہے امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کی تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے حاصل ہے"(حفظ الایمان صفحہ 7۔مکتبہ تھانوی دفتر الابقاء بندر روڈ کراچی) عمر صاحب گنگوہی صاحب علم غیب غیر اللہ کے لئے ماننا شرک بتا رہے ہیں جبکہ آپ کے تھانوی صاحب جانوروں پاگلوں بہائم وغیرہ کے لئے بھی علم غیب ثابت کر رہے ہیں آپکو بتانا یہ تھا کہ ان دونوں میں مشرک کون ہوا اور کون مومن رہا۔واقعی حیا نہ ہو تو بندہ کچھ بھی کہہ دے اپنی ہی مثال لے لیجئے۔عمر صاحب نے اپنے جواب کو ضرب اہل بدعت کہا آئیں انکو بدعت کی تعریف انکے گھر سے دکھاتے ہیں حضرات فقہاء احناف اس کو مکروہ بھی کہتے ہیں اور بدعت بھی۔اور دلیل صرف اتنی ہی پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت اور حضرات صحابہ کرام وتابعین سے منقول نہیں..........ان عبارات میں حضرات صحابہ کرام اور تابعین کا خصوصیت سے حضرات فقہاء احناف نے ذکر کیا ہے کہ چونکہ یہ کام حضرات صحابہ کرام اور تابعین سے منقول نہیں لہٰذا بدعت ہے"(راہ سنت ص 97،98)علماء دیوبند کا یہ اصول واضح ہوا کہ نبی پاک یا صحابہ وتابعین میں سے کسی کام کا

202

منقول نہ ہونا بھی بدعت ضلالہ ہے مفتی تقی عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

مثلاً میں نے عام مسلمانوں کے فائدے کے لیے ایک کتاب لکھی اور کتاب لکھنے کا مقصد تبلیغ ودعوت ہے اور کتاب لکھنے کے بعد دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! کتاب کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا دیجیے۔ تو یہ ایصال ثواب درست ہے۔ حالانکہ کتاب لکھ کر ایصال ثواب کرنے کا عمل نہ تو کبھی حضور اقدس ﷺ نے کیا اور نہ صحابہ کرام نے کیا۔ (بدعت ایک سنگین گناہ ہے ص 35)

لیجئے مفتی تقی عثمانی اور کتاب لکھنے والے سارے دیوبنسی بشمول محمد عمر۔ ساجدہ خانم۔ ابوایوب اور گھمن صاحب کے بدعتی ٹھہرے اوپر سرفراز صفدر کے اصول سے واضح ہوا کہ ہر بدعت ضلالہ ہے اور بدعت ضلالہ کا مرتکب جہنمی ہے آخر میں دیوبندیوں کو اپنے بدعتی ہونے کا اقرار خود بھی ہے دیکھیے:

اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے: میں نے جو لوگوں کے زعم میں ایک نئی بات (بدعت) جاری کی ہے۔۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس وقت بغیر اس کے کام چلنا دشوار تھا۔ (الافاضات الیومیہ ج1 ص 183) لیجئے محمد عمر صاحب آپ اہلسنت کو تو بدعتی ثابت نہ کر سکے لیکن آپ کتاب لکھ کر خود بدعتی ثابت ہو کر جہنمی بھی بن گئے فی الحال کے لئے اتنا ہی ایسا نہ ہو ضرب اہلسنت سے آپکو کچھ ہو جائے۔

202

مفتی احمد یار خان نعیمی پہ اعتراضات کا جائزہ

کچھ عرصہ پہلے میری نظر سے دیوبندی ساجد نقشبندی کی یہ پوسٹ گزری۔ بادی النظر دیکھ کر تھوڑا تعجب ہوا کہ حکیم الامت، مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ سے یہ تسامح کیسے ہوسکتا ہے؟ اسی تعجب نے مجھے نظرِ عمیق پر ابھارا اور جب میں نے کتب کو ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ ساجد نقشبندی کی قلت فہمی اور قلت علمی اور قلت عقلی کی واضح دلیل نظر آئی موصوف نے جہل مرکب کا ارتکاب کرتے ہوئے "تعالی" کو جملہ معترضہ جو اسمِ جلالت کے بعد ہوتا ہے وہ سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ یہ تو جملہ معترضہ نہیں بلکہ اپنے حقیقی معنی میں ہے اور وہ معنی ہونا" ہیں۔ اب عبارت یوں ہوگی کہ: مع کونه من المعجزات دلالة علی ان علمه ﷺ تعالی و محیط بالکلیات والجزیات من الکائنات وغیرها .

ترجمہ: ساتھ اس بات کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات رہنمائی کرتے ہیں کہ آپ کا علم بلند ہے اور کائنات اور اسکے علاوہ کی تمام کلیات اور جزیات کو گھیرے ہوئے ہے۔ افادہ: یہاں سے علامہ علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ ایک ناشی اعتراض کا جواب دے رہے ہیں کہ ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ان لوگوں کے نام اور والد کے نام اور گھوڑوں کے رنگوں کو صرف جانتے ہیں۔ تو ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے اس خیال کو دور کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزاروں معجزات اس بات پر گواہ ہیں کے آپ کو کائنات کے ہر ذرے کا علم ہے نہ صرف مذکورہ چیزوں کا علم فقط۔ اب

202

میرا ساجد جاہل دبر بلندی سے سوال ہے اگر آپ کی بات مان لی جائے کہ یہاں ذاتِ خدا مراد ہے تو پھر معاذ اللہ آپ نے تو اللہ کریم کے علم کو متناہی کر دیا معاذ اللہ حالانکہ اللہ کا علم تو لامتناہی ہے۔ دوسرا سوال: یہاں سیاق وسباق کا کوئی قرینہ دکھا دیں کہ جسکے سبب "علمہ" کی ضمیر کو ذاتِ خدا کی طرف راجع کیا جائے تیسرا سوال: معجزات کی نسبت انبیا علیھم السلام کی طرف ہوتی ہے یا رب تعالی کی طرف؟

202

تبیان القرآن کی عبارت اور دیوبندی اعتراض

از: محترم صادق علی رضوی

تبیان القرآن کی عبارت میں توہین آمیز کلمات بطورِ الزام کہنے والے پر مطلقاً کفر کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ یہاں ماقبل میں مذکور فنحاس یہودی کی مثال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کلام کیا جارہا ہے۔ الزامی جواب میں بھی "غرض" کا اعتبار ہوتا ہے۔ اگر غرض مطابقِ شرع ہو تو الزامی جواب دینے والے پر کوئی حکم نہیں اور اگر غرض خود کفریہ ہو تب الزامی جواب دینے والے پر بھی حکمِ کفر و گستاخی لگتا ہے۔ چونکہ فنحاس یہودی نے جو الزامی جواب (اللہ فقیر ہے معاذ اللہ) دیا تھا اُس کی غرض (اسلام کے نظامِ زکوٰۃ پر اعتراض کرنا) خود کفریہ تھی۔ اس لئے یہاں علامہ غلام رسول سعیدی نے الزامی جواب کو بھی اللہ کی ناراضگی کا موجب اور کفر بتاتے ہوئے فرمایا کہ (فنحاس یہودی کی طرح کفریہ غرض کے تحت) اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف کوئی ہتک آمیز جملہ خواہ بہ طریقِ الزام کہا جائے یا بہ طریقِ عقیدہ ہر طرح اللہ تعالی کی ناراضگی کا موجب ہے اور کفر ہے اس مقید حکم کو مطلق سمجھنا دیوبندیوں کی جہالت ہے۔ کیا دیوبندیوں کے نزدیک توہین آمیز کلمات بطورِ الزامی جواب کہنا گستاخی اور کفر ہوتا ہے؟ اگر ہاں تو پھر خدا کو "احمق" کہنے والے مظہر جانِ جاناں اور بغیر اس کی تردید کئے اسے نقل کرنے والے تھانوی پر پہلے گستاخی اور کفر کا فتویٰ لگاؤ (ارواحِ ثلاثہ از تھانوی) پھر ہم سے آگے کی گفتگو کرنا۔ اگر نہیں تو پھر دیوبندی اصول کے مطابق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو کافر و گستاخ کہنا صحیح نہیں۔ لہذا گھمن اینڈ کمپنی نے جو شور مچا رکھا ہے کہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ اللہ کی توہین

202

کر کے اسلام سے خارج ہو گئے معاذ اللہ وہ ھباء منثوراً ہوا۔ الحمدللہ
مناظرہ میں الزام مسلمات خصم سے دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو فقیر ماننا مسلمانوں کے مسلمات سے ہرگز نہیں کہ الزام کو مناظرہ کے اصطلاحی مفہوم میں لیا جائے یہاں الزام کا لفظ طعن و تمسخر کے مفہوم میں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ان کے نظریہ (مسلمات خصم) پر آنے والی قباحتوں کو بتایا تو اصلاحِ عقیدہ کی خاطر

دیوبندی اور کافر قطعی

از قلم: شبیر احمد راج محلی

قارئین کیا آپ کو معلوم ہے گدھے کے عضو تناسل کے مثل عقل رکھنے والے" خود کو کافر فرنگ سے بدتر سمجھنے والے خود کو چمار سے زیادہ ذلیل سمجھنے والے" دیوبندیوں وہابیوں کے نام نہاد امام ربانی یعنی رشید احمد گنگوہی نے قیامت تک کی خبر دے دی حیران در حیران کرنے والی بات تو یہ ہی کہ یہ دیوبندی جو بقول اکابر دیوبند کے بدعقل بدفہم احمق ہیں ان دیوبندیوں کا عقیدہ باتباع رشید احمد گنگوہی یہ ہیکہ (کافر قطعی کی بھی قیامت میں مغفرت

202

ہوگی)اب آپ حضرات اس فکر میں ڈوبے ہونگے کہ دیوبندیوں کے رشید احمد گنگوہی نے کہا قیامت کی خبر دے دی کہا دیوبندیوں نے باتباع رشید گنگوہی یہ عقیدہ بنایا کہ کافر قطعی کی بھی مغفرت ہوگی لیجئے ہم آپ کی پیاس بوجھا دیتے ہیں آپ کی حیرانی کو یقین میں بدل دیتے ہیں چنانچہ دیوبندیوں، پاگلوں، احمقوں، بدعقلوں، بدفہموں کے نیم حکیم اشرفعلی تھانوی نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی کے یہاں اہل باطل کی تکفیر کا ذکر تھا اس روز نہایت جوش میں شان رحیمی کا ظہور ہورہا تھا یہاں تک فرمایا کیا کافر کافر لئے پھرتے ہو قیامت میں دیکھو گے ایسوں کی مغفرت ہوگی جنہیں تم دنیا میں کافر قطعی کہتے ہو) (حوالہ نوٹ کریں [ملفوظات حکیم الامت جلد 1 صفحہ نمبر 90 ملفوظ نمبر 98 ناشر ادراہ اشرفیہ دیوبند] تبصرہ قارئین سوچنے والی بات ہیکہ دیوبندی فرقہ کے بندر قسم کے دیوبندری لوگ ہم اہل سنت وجماعت کے علماء پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیکہ بریلوی تو کافر کافر چلاتے ہیں مگر قارئین آپ خود دیکھیں دیوبندیوں کو ڈاکھانیوں دیوکی دیوانیوں کے امام رشید احمد گنگوہی تو ان وہابیوں دیوبندیوں کو پھٹکار لگاتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ (کیا کافر کافر لئے پھرتے ہو) (تو) معلوم ہوا کافر کافر لئے وہابی دیوبندی ہی پھرتے ہیں اور الزام ہم سنیوں پر لگاتے ہیں (شرم ان دیوبندیوں کو مگر نہیں آتی) اور یہ گواہی خود رشید احمد گنگوہی نے دی اور گنگوہی جو بات کہے وہ حق ہوتی ہے بمطابق دیوبندی عقیدہ کے کیونکہ رشید گنگوہی ہی نے یہ دعویٰ کیا ہیکہ (سن لو حق وہی ہے جو رشید کی زبان سے نکلتا ہے) [بحوالہ تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ نمبر 35 ناشر کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور یوپی] تو ثابت ہوا رشید گنگوہی کی زبانی کہ کافر کافر کوئی اور نہیں بلکہ وہابی دیوبندی ہی کرتے ہیں (مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری) [2] قارئین دوسری بات دیکھیں کہ ایک طرف تو ان دیوبندیوں وہابیوں کا عقیدہ اسمٰعیل دہلوی کی اتباع کرتے ہوئے یہ ہیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اپنا حال معلوم نہ غیر کا

202

اور خلیل احمد سہارنپوری کی اتباع میں ان دیوبندیوں وہابیوں کا عقیدہ ہیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے تک کی خبر نہیں مگر اِدھر دیکھیں دیوبندیوں وہابیوں کی اکابر پرستی (کہ) رشید احمد گنگوہی نے دیوار کے پیچھے کی نہیں بلکہ قیامت کی خبر دے دی اور دیوبندیوں نے بلا چون و چرا کے قبول بھی کر لیا اور دیوبندیوں کو گنگوہی کی ہر بات قبول کرنا مجبوری بھی ہے ورنہ دیوبندی ہدایت ونجات سے ہی محروم رہ جائگا کیونکہ گنگوہی ہی نے دعویٰ کیا ہیکہ (اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر) [بحوالہ تذکرالرشید جلد دوم صفحہ نمبر 35 ناشر اشاعت العلوم سہارنپور یوپی] تو ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی اکابر پرست ہے اور اکابر پرستی میں یہ دیوبندی بدعقل بدفہم احمق لوگ اتنے مست ومگن ہو گئے ہیکہ جو بات انکے عقیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ماننا شرک ہے وہی بات اکابر دیوبند کیلئے ماننا دین ہے اور کیوں نہ ہو دیوبندیوں کا دین بھی تو وہی ہے جس دین کو اکابر دیوبند یعنی قاسم نانوتوی ورشید احمد گنگوہی نے قائم کیا تھا اُسی دین کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم اکابر دیوبند نے ہی دیا ہے دلیل کے طور پر ملاحظہ ہو دیوبندی مولوی نے خود لکھا ہیکہ (ہمارے اکابر حضرت گنگوہی وحضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اسکو مضبوطی سے تھام لو۔ حوالہ نوٹ کریں۔ صحبتے با اولیاء ملفوظات شیخ زکریا صفحہ نمبر 125 ناشر سعید کمپنی کراچی] [3] قارئین تیسری بات یہ دیکھیں کہ رشید احمد گنگوہی کو کیسے معلوم ہوا کہ قیامت میں کافر قطعی کی مغفرت ہوگی کیا یہ علم غیب کا دعویٰ نہیں جبکہ دیوبندی اسمٰعیل دہلوی کی اتباع کرتے ہوئے کہتے ہیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا نہیں کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب عطائی طور بھی کوئی مانے تو یہ دیوبندی مشرک کا فتویٰ دیتے نہیں تھکتے مگر یہاں دیکھو ان دیوبندیوں کے امام گنگوہی نے جو دیوبندی عقیدہ کے مطابق (مردوں کو زندہ کر دیتا تھا زندوں کو مرنے نہیں دیتا تھا) یہ الگ بات ہیکہ خود ہی مر کر مٹی میں مل گیا خیر اس دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے قیامت

202

تک کی خبر دے دی اور دیوبندیوں نے دین سمجھ کر قبول کرلیا (4) قارئین چوتھی بات یہ دیکھیں کہ آج صاف ہوگیا کہ دیوبندی وہابی جن جن کو بھی کافر قطعی کہتے ہیں انکی قیامت میں مغفرت ہوگی بقول رشید احمد گنگوہی کے اور یہ دیوبندی ان سب کی مغفرت ہوتے ہوئے دیکھ بھی رہے ہونگے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ دیوبندی جو قادیانی کو کافر قطعی کہتے ہیں کیا دیوبندیوں کے نزدیک ان قادیانیوں کی بھی مغفرت ہوگی دیوبندی جو رافضی شیعہ کو کافر کہتے ہیں کیا ان شیعہ رافضیوں کی بھی مغفرت ہوگیا ور آج کل دیوبندی ہم اہل سنت و جماعت کو بھی کافر کافر کہنے لگے ہیں تو دیوبندیوں بتاؤ اہل سنت و جماعت سنی حنفی بریلوی کی مغفرت قیامت میں ہوگی یا نہیں یاد رہے کوئی دیوبندی یہ کہہ کر بالکل بھی بھاگ نہیں سکتا کہ اللہ چاہے تو ایسا ہوسکتا کیونکہ دیوبندیوں کے امام ربانی نے کوئی احتمالی جملہ استعمال ہی نہیں کیا ہے۔
اب دیوبندیوں کے پاس صرف دو ہی راستے ہیں یا تو اب تک دیوبندیوں نے جتنے لوگوں پر کفر کے فتوے لگائیں ہیں سب کے تعلق سے اعلان کر دیں کہ ان سب کی قیامت میں مغفرت ہوگی اور مغفرت ہوتے دیوبندی دیکھ رہے ہونگے یا پھر دیوبندی اپنے امام ربانی گنگوہی کے قول کو رد کر کے ہدایت ونجات سے محروم ہوجائیں۔

الجھا ہے پاوں یار کا زلف دارز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

202

دیوبندی مولوی کی نظر اور اسکا کمال

محمد التمش رضوی ماتریدی

اس تحریر کو دیوبندی اصول کے تحت لکھا گیا ھے ہم پر زبان درازی کرنے سے پہلے ان دیوبندی مولویوں کی خبر لی جائے کہ جنہوں نے نئے نئے اصول گڑھ کر دیوبندی دھرم کا مزید بیڑا غرق کیا ھوا ہے اب چلتے ہیں اپنے موضوع کی طرف ملاحظہ مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کہتا ھے کہ "سید احمد رائے بریلوی دیوبندی کسی شہر سے گزرے ایک کسبی خوبصورت عورت اپنے دروازے پہ کھڑی تھی سید صاحب گھوڑے پہ سوار جا رہے تھے آپ نے جو ایک نظر اسکی طرف دیکھا تو وہ رنڈی بے تحاشا دوڑی" (ارشادات گنگوہی ص 98) ایک اور دیوبندی مولوی عاشق الہی میرٹھی لکھتا ھے کہ" جب عورت باہر نکلتی ھے تو شیطان اسے دیکھنے لگتا ھے" (شرعی پردہ ص 68) دیوبندی مولوی سید احمد رائے بریلوی دیوبندی گھوڑے پر جہاں کہیں بھی جا رہا تھا تو وہ عورت شریف تھی یا رنڈی اس کی طرف دیکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا دیوبندی مولوی کو یہ نہی پتا تھا کہ جب عورت باہر نکلتی ھے تو اسے شیطان دیکھنے لگتا ہے؟

202

یا پھر یہ دیوبندی مولوی شرعی پردہ صفحہ نمبر 68 والی دیوبندی کتاب کی عبارت کا اصل مصداق ہے؟ اگر وہ شریف تھی تو اسکا دوڑنا سمجھ میں آتا ہے کہ اس عورت نے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے ایسا کیا ھوگا مگر غیر رشید تو کہہ رہا ھے کہ وہ رنڈی بھاگی؟

قارئین! اب دیکھئے ارشادات گنگوہی والی عبارت پھر سے اور بار بار پڑھئے غیر رشید کہتا ھے کہ ایک کسبی خوبصورت عورت اپنے دروازے پہ کھڑی تھی لفظ عورت پر غور فرمائیں کہ پہلے وہ صرف ایک خوبصورت عورت تھی مگر سید احمد رائے بریلوی دیوبندی کی نظر پڑتے ہی وہ رنڈی بن گئی جیسا کہ عبارت سے ظاہر کہ رائے بریلوی دیوبندی کی نظر پڑتے ہی وہ رنڈی بھاگی؟ واہ کیا نظر تھی دیوبندی مولوی کی کہ اس کی نظر پڑتے ہی وہ عورت رنڈی بن گئی۔